عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۱۹ تا ۲۵ ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷ جنوری ۲۰۱۵ء | شمارہ: ۱

خطیب العصر

مولانا سید عبدالمجید ندیم کا سانحہ ارتحال

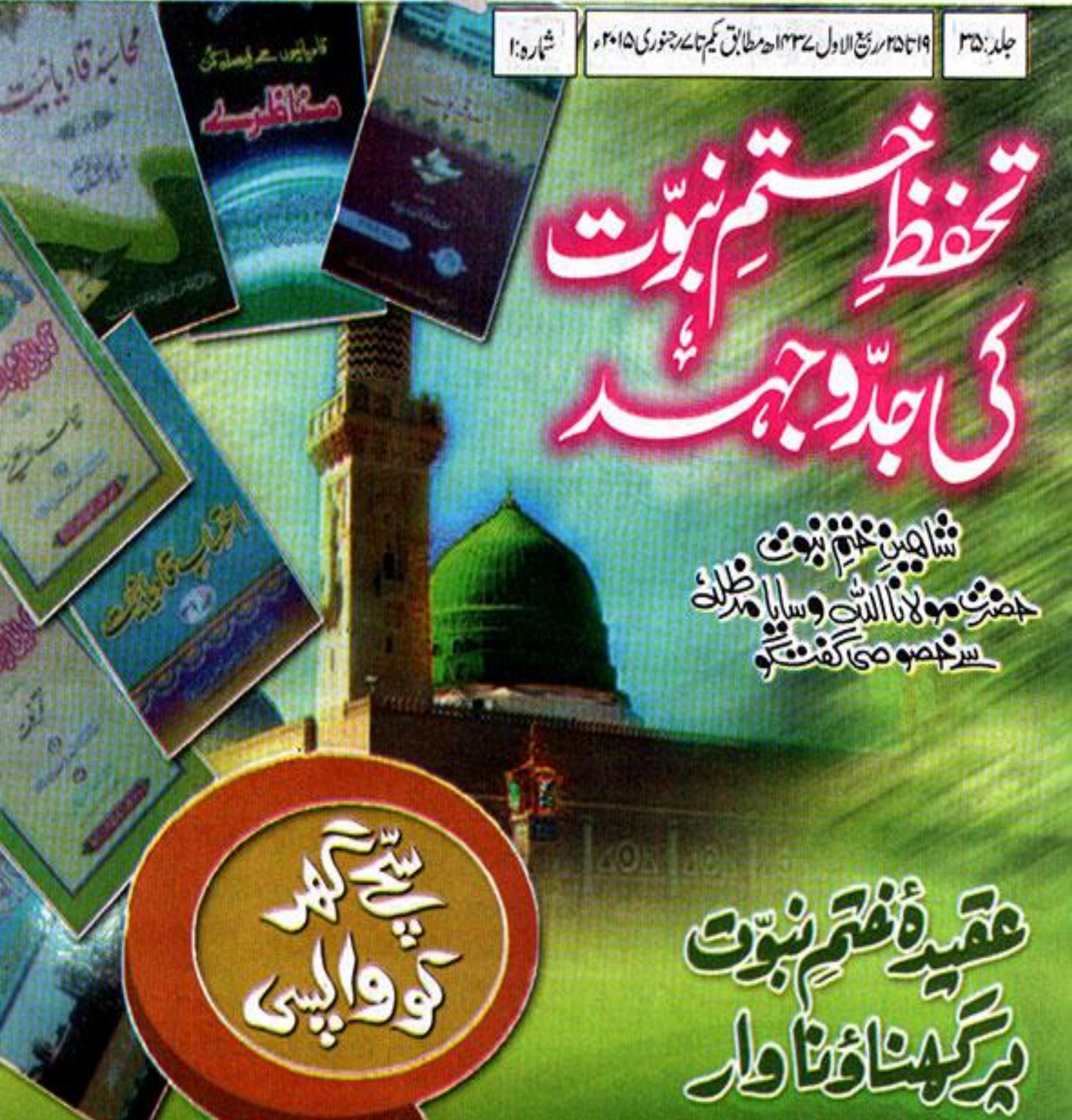

تحفظِ ختمِ نبوّت کی جدّ و جہد

شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ سے خصوصی گفتگو

سچے گھر کو واپسی

عقیدۂ ختمِ نبوّت پر گھناؤنا وار

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

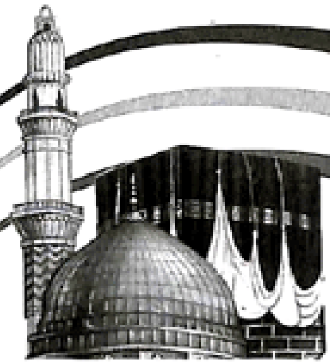

آپ کے مسائل

مولانا اعجاز مصطفیٰ

والد کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے؟

س:...... میرے والد کا انتقال ۱۹۹۴ء کو ہوا۔ جائیداد کی مد میں ایک مکان اور کچھ رقم تھی۔ میں سب سے بڑا ہوں، لہٰذا پورے گھر کی ذمہ داری مجھ پر پڑی۔ والد کی جو رقم تھی وہ میں نے مکان کی مرمت اور ایک بہن کی شادی میں صرف کردی، پھر ہم نے مکان ۲۰۰۲ء میں فروخت کردیا جس کی مالیت دو لاکھ پچھتر ہزار روپے ملی۔ اس کی کچھ رقم سے دوسری بہن کی شادی کی۔ بقایا رقم میرے پاس تھی۔ اب ہم کرایہ کے مکان میں رہ رہے ہیں۔

والدہ کا انتقال ہوگیا ہے، ہم چار بہن اور ۳ بھائی ہیں۔ اب میں مکان کی رقم کس طرح بھائی اور بہنوں کو دوں اور والدہ کا حصہ کس طرح نکالوں؟ اور کس کو دوں، اس مسئلہ میں آپ میری مدد کریں، آپ کا بڑا شکر گزار ہوں گا۔

نوٹ: جب مکان فروخت ہوا تمام بہن بھائی عاقل و بالغ تھے۔ دوسری بہن اور تیسری بہن کی شادی میں رقم صرف کرتے وقت کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ سب کی رضامندی تھی، لیکن میں پھر بھی اس رقم کو سب بہن بھائیوں کو دینا چاہتا ہوں۔ مکان جس رقم میں فروخت ہوا وہ رقم دوں گا یا آج کے حساب سے دوں گا؟

ج:...... مکان کی رقم چونکہ آپ اپنی بہنوں کی شادی میں سب کی رضامندی سے استعمال کرچکے ہیں، اس لئے اب کسی کو بھی شرعاً آپ سے مطالبہ کرنے کا حق نہیں، مگر پھر بھی آپ دینا چاہیں تو یہ آپ کی طرف سے احسان ہوگا۔ لہٰذا کل رقم دو لاکھ پچھتر ہزار روپے کو دس حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ یعنی ستائیس ہزار پانچ سو روپے ہر ایک بہن کو اور دو حصے یعنی پچپن ہزار روپے ہر ایک بھائی کو دے دیں اور اس وقت مکان جتنے میں فروخت ہوا تھا اسی رقم کا ہی اعتبار کیا جائے گا نہ کہ آج کے حساب کو دیکھا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑے ہونا

س:...... مسجد میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ پہلی صف میں جگہ ہوتی ہے، مگر بعد میں آنے والے لوگ دوسری صف میں کھڑے ہوجاتے ہیں اور پہلی صف مکمل نہیں کرتے۔ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

ج:...... صفوں کو مکمل کرنا جماعت کے آداب میں سے ہے، اس لئے پہلی صف میں جگہ موجود ہو تو پہلے اسے مکمل کرنا چاہئے، اس کے بعد دوسری صف بنانی چاہئے، کیونکہ حدیث مبارکہ میں اسی طرح صف بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی مخالفت کرنے سے کراہت لازم آتی ہے، اس لئے پہلی صف چھوڑ کر دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہوگا۔

”عن انس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: اتموا الصف المقدم ثم الذی یلیہ فما کان من نقص فلیکن فی الصف المؤخر. رواہ ابو داؤد۔“

(مشکوٰۃ، ص:۱۰۵، باب تسویۃ الصفوف)

”ولما قال ابن عابدین: فلو وقف فی الصف الثانی داخلھا قبل استکمال الصف الاول من خارجھا یکون مکروھا۔“

(رد المحتار، ص:۵۶۹، ج:۱)

س:...... کیا پہلی صف میں کھڑے ہونے کا حق صرف بزرگ حضرات اور بڑے بوڑھوں کا ہی ہے یا نوجوان لوگ بھی کھڑے ہوسکتے ہیں؟

ج:...... پہلی صف کی فضیلت حدیث مبارکہ میں بیان ہوئی ہے، لہٰذا اس کے لئے کوشش کرنی چاہئے بزرگ حضرات اگر پہلے آکر مسجد میں بیٹھ جائیں تو پہلا حق انہی کا ہوگا۔ بعد میں آنے والوں کے لئے ظاہر ہے جگہ نہ بچے گی بہرحال تو جوان اور بوڑھے دونوں کے لئے ہی پہلی صف کی فضیلت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۱۹تا۲۵ربیع الاول ۱۴۳۷ھ مطابق یکم تا ۷رجنوری ۲۰۱۶ء — شمارہ:۱

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہؒ کی رحلت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
بچے گھر کو واپسی	۷	چوہدری افضل حق مرحوم
ایک روشن دماغ تھا نہ رہا	۹	متین خالد
سفر تمام ہوا!	۱۰	مولانا قاضی احسان احمد
تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد	۱۳	انٹرویو: مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت پر گستاخ و نادار	۱۵	حمید اللہ خان عزیز
مرزائیت اور عدالتی فیصلے (۵)	۱۹	مولانا شاہ عالم گورکھپوری
خطیب العصر سید عبدالمجید ندیم کا سانحہ ارتحال	۲۳	مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
جاوید احمد غامدی... سیاق و سباق کے آئینہ میں (۱۶)	۲۴	حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، ۳۲۷۸۰۳۴۰ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ طابع: سید شاہد حسین ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفی

علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

۲۰ رصفر المظفر ۱۴۳۷ھ مطابق ۳ ردسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات تقریباً صبح چھ بجے محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ کے شاگرد رشید، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ کے مسترشد، اپنے وقت کا خطیب العصر، سفیر اسلام، خوش الحان خطیب ومبلغ، حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہ کے تربیت یافتہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن، جمعیت علمائے اسلام کے عظیم رہنما حضرت علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحبؒ اس دنیائے رنگ وبو کی ۷۴ بہاریں گزار کر خلد بریں کی طرف روانہ ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہٗ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمّٰی۔

حضرت علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ صاحب کا نام اس وقت سے میں نے سنا جب میں چھوٹا تھا اور ابھی درس نظامی شروع کیا تھا اور اس وقت خطباء اور واعظین کی ایک جماعت تھی جو جگہ جگہ اپنے بیانات اور خطابات کے ذریعے عام مسلمانوں کے عقائد کی درستی اور توحید وسنت کی تعلیم وتبلیغ پر مامور تھی، ایک طرف تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم پر علماء کی کثیر جماعت جن کے قائد علامہ سیّد عبدالستار تونسویؒ تھے، عوام الناس کو دین اسلام کے بنیادی عقائد سے روشناس کرا رہی تھی تو دوسری طرف تحفظ حقوق اہل سنت وجماعت کے پلیٹ فارم سے علماء کی ایک جماعت دین اسلام کی اشاعت میں مصروف عمل تھی۔ ہر ایک عالم کے سمجھانے کا انداز دوسرے سے منفرد اور یکتا تھا اور ہر ایک اپنی جگہ ضروری تھا اور عوام ہر ایک کے بیان کو بڑی توجہ اور انہماک سے سنتے تھے بلکہ ان کو ان حضرات کے بیانات سننے کا انتظار ہی رہتا تھا۔ حضرت مولانا ضیاء القاسمیؒ، حضرت مولانا قاری محمد حنیف ملتانیؒ، حضرت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ، حضرت مولانا قاری محمد اجملؒ لاہوری، حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالکریم شاہ اور مولانا منظور احمد حجازی جیسے چوٹی کے خطباء حضرات کے جلسوں میں بارہا ان حضرات کے سامنے بیٹھ کر ان کے بیانات سننے کا موقع ملا۔ بہر حال یہ تمام علماء کرام ایسی ہستیاں ہیں جنھوں نے پوری زندگی دین اسلام کی اشاعت وحفاظت میں صرف کردیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ مسئلہ توحید کو بڑے سادہ اور دلنشین انداز میں لوگوں کے قلوب واذہان میں راسخ فرماتے تھے۔ مسئلہ توحید بیان کرنے کے بعد لوگوں سے سوالیہ انداز میں پوچھتے تھے کہ: میرا اور تمہارا رب کون؟ پھر خود ہی جواب تلقین کرتے کہ: اللہ ہی۔ عزت دینے والا کون؟ اللہ ہی۔ اولاد عطا کرنے والا کون؟ اللہ ہی۔ رزق دینے والا کون؟ اللہ ہی۔ آپ فرماتے تھے کہ توحید عین انصاف ہے اور شرک عین ظلم ہے۔ جس معاشرے میں، جس سوسائٹی میں، جس ملک میں شرک کے جراثیم موجود رہیں گے، اس سوسائٹی اور اس ملک میں عدل وانصاف کی حکمرانی کبھی قائم نہیں ہوسکتی۔

علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہ صاحبؒ نے اپنی عملی زندگی کا آغاز حضرت مفتی محمودؒ کی رفاقت سے کیا، وہ اپنے منفرد بیان اور قادرالکلامی سے علمی حلقوں اور عوامی جلسوں میں مقبولیت عامہ پر پہنچے، انہوں نے از ابتدا تا انتہا پوری زندگی جمعیت علماء اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں گزار دی۔ یحییٰ خان کے مارشل لاء دور میں انہوں نے ایک عرصہ تک جیل بھی کاٹی۔ تحریک نظام مصطفیٰ، تحریک ختم نبوت اور قومی اتحاد کے زمانہ میں علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ نے ہر اول دستہ کا کردار ادا کیا۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ میں نے دریا تیر کر بھی جلسوں میں شرکت کی۔ مولانا موصوفؒ نے تقریباً نصف صدی سے زائد عرصہ دین متین کی خدمت کی اور دنیا کے ۳۷ ممالک میں پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا قرآن سنایا اور ان کو دین کے راستے پر لگایا۔ سینکڑوں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

توحید و سنت کی اشاعت، شرک و بدعات کے رد، تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس اصحابؓ و اہل بیتؓ کے لئے آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپؒ نے اپنے حالات زندگی اپنی کتاب مقالات و خطابات میں کچھ اس طرح لکھے ہیں:

''۱۹۴۱ء (ماہ صیام میں) ولادت ہوئی، والد محترم حضرت سیّد غلام سرور ابن سیّد غلام حیدر کا میں اکلوتا فرزند ہوں۔ جو حضرت سیّد حبیب سلطانؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ جن کا مرقد درگ ضلع لورالائی (کوہ سلیمان) میں ہے۔ وہ ایک باخدا، روشن ضمیر اور عابد شب زندہ دار انسان تھے۔ قرآن پڑھنا پڑھانا ان کا وظیفہ حیات تھا۔ کوہ سلیمانی کے دامن میں واقع دور افتادہ مقام پر چالیس سال سے زیادہ عرصہ انہوں نے ہزاروں قلوب و اذہان کو قرآنی انوار و تجلیات سے معمور کیا۔ بغیر کسی اجر و مشاہرہ کے توکلاً علی اللہ سینکڑوں مسافر طلباء ان کے حلقہ تعلیم و تربیت میں رہتے، جن کے قیام و طعام کے وہ کفیل تھے۔ قرآن کریم سے انہیں والہانہ عشق تھا اور وہ اس جذبہ سے سرشار ساری امیدیں اللہ سے وابستہ رکھتے، میں نے دنیا والوں سے استغنا کے جو مناظر ان کی زندگی میں دیکھے کہیں اور نظر نہیں آئے۔ طلبا کا کھانا ہمارے گھر ہی میں تیار ہوتا تھا۔ صبح تہجد کی نماز کے بعد والدہ مرحومہ کے ساتھ کچھ دیر خواتین چکی پر آٹا پیستیں، فجر کی نماز کے بعد دوڈھائی سو طلبا کے لئے روٹیاں اور دیگچوں میں سالن تیار ہوتا تقریباً ۱۱ اور ۱۲ بجے کے درمیان کھانا دیا جاتا۔ دو بجے تک آرام اور پھر نماز ظہر اس کے بعد عصر تک تعلیم بعد عصر تا مغرب چھٹی، مغرب و عشاء کے درمیان کھانا بعد عشاء سے رات ۱۱ بجے تک تعلیم۔ میں نے ہوش سنبھالا تو قرآنی زمزموں سے لبریز فضاؤں نے خیر مقدم کیا۔

تعلیمی زندگی کا آغاز:

حضرت والد محترمؒ ہی کے سایہ عاطفت میں ۷ سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا، لکھنے پڑھنے کی صلاحیت کسی مکتب سے نہیں بلکہ جو طلبا استعداد رکھتے تھے انہی سے کچھ عرصہ رہنمائی حاصل کرتا رہا۔ والد محترم (نور اللہ مرقدہ) فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹے کی صورت میں جو نعمت و امانت مجھے سونپی ہے میں اس کی فکری و ذہنی تعمیر کے لئے قرآن پر قناعت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے (طالب علم کی حیثیت سے) مجھے ایک دن بھی اسکول نہیں بھیجا۔ فارسی نظم اور صرف کے ابتدائی مراحل حضرت والد محترم کے ایک قریبی دوست مولانا عبدالحق کے ہاں سر کئے، جو فاضل دارالعلوم دیوبند اور حضرت سیّد انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ بدر عالم میرٹھیؒ کے فیض یافتہ تلمذ تھے۔ صرف و نحو کے لئے حضرت مولانا منظور الحق، مولانا ظہور الحق مرحوم (جو کبیر والا ضلع ملتان میں فنون و ادب کے نامور استاد تھے) سے تقریباً تین سال تک اکتساب فیض کیا۔ منطق استاد دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا عبدالخالق مرحوم پڑھایا کرتے۔ دو سال ڈیرہ اسماعیل خان، بعد ازاں کراچی، لاہور میں تعلیمی عرصہ گزرا، دورۂ حدیث حضرت مولانا قاضی شمس الدین مرحوم سے گوجرانوالہ میں پڑھا۔ تکمیل و تخصیص کے آخری دو سال حضرت مولانا شیخ سیّد محمد یوسف بنوریؒ کے ہاں گزارے۔ ۶۱-۱۹۶۰ء میں فراغت کے بعد محدود عرصہ

کراچی میں ہی گزر۔ ۱۹۶۱۔۱۹۶۳ء میں عملی زندگی میں قدم رکھا اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ سے فکری وعملی رفاقت کی۔ وطن عزیز میں اسلام کے نظام عدل کی ترویج وتقویم کی جدوجہد میں شامل رہا۔

دعوت وتبلیغ:

دعوت وتبلیغ کا آغاز بھی اسی عرصہ میں ہوا، توحید وسنت، مسئلہ ختم نبوت، عظمت اصحابؓ واہل بیت رسولؐ اور اصلاح معاشرہ و وحدت امت میرے اہم فکری اہداف ہیں جن کی اساس پر دعوت کا سفر جاری رہا۔

مجلس کی بات:

اب ایک فرقہ کے مطالبہ پر تعلیمی اداروں میں پرائمری سے میٹرک تک کے نصاب دینیات کو جداگانہ حیثیت دینے کے دعویٰ پر ملک کی واضح اکثریت کا جمہوری اور اصولی استحقاق مجروح کیا گیا اور مسلمانوں کے منصوص ومسلمہ عقائد کے مقابلہ میں ایسا مواد شامل نصاب کر دیا گیا جس سے تفریق ومنافرت کے جراثیم پھیلیں اور منفی رجحانات کی تشکیل ہو۔ اس مرحلہ پر ہم نے حضرت مولانا مفتی محمود، حضرت شیخ سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خان محمد کندیاں شریف والے، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان اور شیخ عبدالہادی دین پوری رحمہم اللہ تعالیٰ کی مشاورت وسرپرستی میں ''مجلس تحفظ حقوق اہل سنت وجماعت'' کی بنیاد رکھی، جس کے زیراہتمام ملک کے مرکزی مقامات پر کانفرنسز کا انعقاد کر کے ملک کی نظریاتی سرحدات کے تحفظ کا فریضہ ادا کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء لاہور میں عظیم الشان کنونشن ترتیب دیا، جس میں ۵۰۰ سے زیادہ علماء ومشائخ نے شرکت کر کے ''عالمی مجلس تحفظ حقوق اہل سنت'' کے مطالبات کی تائید فرمائی، جو مندرجہ ذیل تھے:

☆... جداگانہ نصاب دینیات ختم کر کے ملک کی واضح اکثریت کے عقائد ونظریات پر مبنی نصاب دوبارہ رائج کیا جائے۔

☆... اصحابؓ واہل بیت رسولؐ کے مقام وعظمت کو قانونی تحفظ فراہم کیا جائے اور اسلام کے نمائندہ کرداروں کے خلاف زبان وقلم سے توہین کرنے والوں کے لئے عبرتناک سزا تجویز ہو۔

☆... ملک کا دستور قرآن وسنت کی بنیاد پر ترتیب دیا جائے، جس کی عملی تشریح وتوضیح کے لئے دور خلافت راشدہ کو حجت بنایا جائے۔

☆... خلفائے راشدین کے ایام شہادت ووفات سرکاری سطح پر منائے جائیں۔

☆... قومی اور فوجی خدمات کے صلہ میں ''نشانِ حیدر'' کی طرح دیگر صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدین کے ناموں پر اعزازات موسوم کر کے ان محسنین امت کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔

☆... محرم الحرام پوری ملت اسلامیہ کے لئے ماہ محترم ہے، اسے فرقہ وارانہ تشخص کے فروغ میں استعمال ہونے سے بچایا جائے۔

ان مطالبات کے حق میں مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت مولانا خواجہ خان محمد، شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، مولانا عبیداللہ انور نوراللہ مرقدہم اور دیگر علماء ومشائخ نے بھرپور تائید فرمائی۔ علاوہ ازیں کراچی سے کشمیر اور کوئٹہ سے درۂ خیبر تک ہزاروں کانفرنسز، پمفلٹس اور رسائل فرزندانِ اسلام کی فکری تعمیر کا تسلسل ہماری جدوجہد کے روشن نقوش ہیں۔ کئی قومی اور ملی تحریکوں میں شرکت ہوتی رہی۔ بالخصوص تحریک تحفظ ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ اور مختلف ادوار کی آمریت کے خاتمہ کی

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

سچے گھر کو واپسی

چوہدری افضل حق مرحوم

''اکملت لکم دینکم'' آیت اتری تو معلم دین نے سمجھ لیا کہ رحلت کا وقت آ گیا۔

اب عہد زریں کا آغاز ہو چکا تھا، کفر وشرک کی ظلمت اسلام کی نور سے کافور ہو گئی، اپنے مشن میں کامیابی کتنی خوشی کا باعث ہوتی ہے، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اطمینان کی نظر سے اپنی کاوشوں کے نتیجے کو دیکھا، وہ احباب یاد آ گئے جن کی موت نے اسلام کو زندگی بخشی تھی۔ کاش! وہ زندہ ہوتے اور آج کی خوشیوں میں شریک ہوتے اور یہ دیکھ کر خوش ہوتے کہ اسلام کی ضیاباری سے تمام عرب روشن ہو گیا اور اللہ اکبر کی صدائے بازگشت سے یثرب وبطحا کی پہاڑیاں گونجتی ہیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد رفتگاں نے بے تاب کر دیا۔ وہ بار بار دامن خاک میں منہ چھپائے ہوئے دوستوں کے پاس جا کر دعا کر کے اپنی محبت کی بے تابی کو کم کرتے تھے۔ ان کی مفارقت کے داغ کو تازہ کرتے اور ان کے لئے مغفرت چاہتے۔

آفتاب غروب ہونے سے پہلے کیسا خوبصورت اور جاذب توجہ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آخری ایام میں پہلے سے زیادہ ہردلعزیز حکمران بن گئے۔ اصحاب میں سے جو دیکھتا اسے آپ کا چہرہ پُر بہار نظر آتا۔

موت سے کس کو مفر ہے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہو گئے۔ عیادت کے لئے لوگ آتے جاتے رہے نبیوں اور نیکوں کو شرک سے کتنا خوف ہوتا ہے۔ بستر مرگ پر استیصال شرک کے درپے رہے۔ شرک انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے اور ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنا نبوت کا مقصد ہوتا ہے، چنانچہ رحلت سے پانچ روز پہلے فرمایا: ''خدا یہود ونصاریٰ پر لعنت کرے، جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنایا۔'' فرمایا: ''اس قوم پر خدا کا سخت غضب ہے جنہوں نے مزارات انبیاء کو مساجد بنایا۔ دیکھو میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں، جن کو میں تبلیغ کر چکا۔ خدا! تو اس کا گواہ رہ! خدایا تو اس کا گواہ رہ!''

یہ چھوٹے چھوٹے فقرے کتنے گہرے اور کیسی بڑی بے تابی کی شہادت ہیں۔ افسوس ہے امت کے ان لوگوں پر جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے تابانہ نصیحتوں پر عمل نہ کریں اور اینٹ پتھر کی عمارتوں کے سامنے شرف انسانی کو ڈھیر کر دیں۔

بیماری کے حملے سے نڈھال نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے کندھوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے فرمایا: ''کسی کا مجھ پر کوئی حق ہو تو کہے! کسی نے عرض کیا: حضور! ایک سائل کو آپ نے تین درہم دلوائے تھے، وہ واجب الادا ہیں۔ یہ قرض فی الفور ادا کر دیا گیا۔

زندگی کے آخری ایام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل نادہند مسلمانوں کے لئے سامان عبرت ہے۔ اول قرض لینا اور پھر لے کر نہ دینا اندھیر ہے۔ اسلام ایسی بے انصافیوں کا متحمل نہیں۔ راہ نجات اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ اول قرض نہ لو، لیا ہے تو موت سے پہلے ادا کرو۔

موت سے قبل عشاء کی نماز کے لئے تین دفعہ تیاری کی۔ ہر بار طاقت نے جواب دے دیا۔ آپ وضو کرتے ہوئے بے ہوش ہو گئے۔ نماز باجماعت میں نیکوں کے لئے کتنی کشش ہے، بڑی حسرت سے فرمایا: ''اچھا ابوبکرؓ نماز پڑھائیں'' تعمیل حکم میں حضرت ابوبکرؓ مصلیٰ پر تو کھڑے ہو گئے مگر دنیا آنکھوں تلے اندھیر ہو گئی۔ طبیعت پر رقت طاری ہو گئی، ان کی اور اصحاب کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اصحاب کے رونے کی آواز نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے تاب کر دیا اور آہستہ آہستہ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بائیں جانب بیٹھ کر نماز پڑھائی، بعد نماز فرمایا:

''مسلمانو! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں، خدا کی پناہ اور نگہداشت اور نصرت کے حوالے کرتا ہوں۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے، تمہارے تقویٰ اور اطاعت سے وہ تمہاری نگرانی فرمائے گا، بس میں اب دنیا سے علیحدہ ہونے والا اور اسے چھوڑنے والا ہوں۔''

اب اخیر کا دن آ پہنچا، کمزوری نے مسجد جانے کی سکت نہ چھوڑی تھی، اس لئے صبح آپؐ کے حجرہ کا پردہ اٹھا دیا گیا تا کہ مسجد کے رکوع وسجود کا پاک نظارہ آنکھوں کے سامنے رہے۔

آپؐ نے دیکھا کہ صفیں درست ہیں، اس جنت نگاہ نظارے نے چہرے کی زردی کو بشاشت سے بدل دیا اور ہونٹوں پر ایک مسکراہٹ کھیلنے لگی، آپ پھر ہمت کر کے اٹھے، فجر کی نماز حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اقتدا میں ادا کی، حجرہ میں واپسی پر نزع کی حالت طاری ہو گئی، رنگ آنے جانے لگا اور طبیعت کا اضطراب بڑھ گیا، اس حال میں آپؐ فرما رہے تھے: ''لا الٰہ الا اللّٰہ ان للموت سکرات'' اب آنکھوں کے آگے موت کا اندھیرا چھا گیا تو نور نظر حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: ''باپ کو بچوں سے جدا کرنے والی مرگ ہے۔'' زہراؓ بتول رو دیں، شفیق باپ نے بستر مرگ پر پڑے ہوئے

دست مبارک سے بچی کے آنسوؤں کو پونچھا اور فرمایا کہ نہیں روتے نہیں۔

موت جس کا بھیانک تصور شیروں کا زہرہ آب آب کردیتا ہے، روبرو ہے۔ مگر خدا کا فرستادہ درد و کرب کی شدت کے باوجود خلق خدا کی محبت کا خیال دل سے نہیں بھلاتا اور وقت آخر حضرت علیؓ کو لونڈی غلام سے حسن سلوک کی نصیحت ہوتی ہے۔ فرمایا: ''علیؓ! لونڈی غلام کے بارے میں خدا کو یاد رکھو، انہیں خوب کھلاؤ، پہناؤ ان کے ساتھ ہمیشہ نرمی سے بات کرو۔''

جس کے قلب کی کائنات میں مخلوق کی محبت کی فراوانی نہیں وہ حسن ازل سے شاد کام کب ہوسکتا ہے، بستر مرگ پر کیا اچھا پیغام ہے کہ کمزور اور مجبور کی محبت سے دل کی دنیا کو آباد رکھو، کہیں ان کی شکست دل کی صدا فرش سے عرش پر نہ جا پہنچے۔ مظلوم کی آہ بے اثر نہیں لوٹتی، غلاموں کی حوصلہ فرسا مجبوریوں کا اثر قلب پیغمبر میں نہ ہوتو اور کس میں ہو، آؤ ارباب احتیاج کمزور اور مجبور کے کام آنے کا جذبہ پیدا کریں، کیونکہ کشور دل کے فرمانروا آخری نبی کا یہی آخری فرمان ہے۔

آفتاب رسالت ۶۳ برس کے بعد غروب ہوگیا۔ ایک عالم گواہ ہے کہ امی نے علم کے دریا بہادیے اور اس کے فیض صحبت سے ذرے آفتاب بن گئے، سب سے اہم یہ کہ مسلمانوں کے عمل کی بنیاد جہد للبقاء کے شر انگیز اصولوں پر نہ رکھی گئی بلکہ خدمت خلق ہی بہترین عمل قرار پائی۔

آؤ یثرب و بطحا کے امیر اور عرب کے آقا کی جائیداد کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرماجانے کے بعد زر و جواہرات کے کتنے ڈھیر گھر میں چھوڑے۔ کونہ کونہ چھان مارنے کے بعد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سرمایہ کچھ نہ نکلا، نہ لونڈی نہ غلام، نہ بھیڑ نہ بکری، سارے عرب کے بلا شرکت حکمران کا اثاث البیت بجز چند ہتھیاروں کے کچھ نہ تھا۔ ہادی برحق نے عمر بھر مبتلائے مصیبت رہ کر بنی نوع انسان کو غار مذلت سے نکالا۔

آقائے عرب کی زندگی ہر مسلمان کے لئے مشعل ہدایت ہے اور ہر مومن کا فرض ہے کہ انسانیت کی تعمیر کے لئے اپنے اوقات کو وقف کردے۔ یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وآلہ وسلموا تسلیماً۔☆☆

صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کا بنوں کا کامیاب دورہ

مورخہ ۲۹ دسمبر ۲۰۱۵ کو صوبائی امیر خیبر پختونخواہ بنوں تشریف لائے رات کا قیام حاجی محمد ایاز صاحب جامعہ معراج القرآن حافظ جی مسجد میں فرمایا، صبح ساڑھے سات بجے ضلعی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بجامعہ عظمۃ المدارس العربیہ میں تشریف لاکر جے یو آئی کے امیر مولانا قاری محمد عبداللہ صاحب اور دیگر ممتاز علماء کرام بنوں نے ملاقات کیں یہاں ضلعی دفتر سے ملحقہ مدرسۃ البنات جامعہ عظمۃ المدارس العربیہ ہنجل نزد ترنگ قبرستان میں خواتین کے لئے ایک غیر معمولی پروگرام منعقد کیا گیا تھا جس میں جامعہ ھذا کے دیگر شاخ والوں نے بھی باقاعدہ چھٹی کررکھی تھی تقریباً دو ہزار کی تعداد میں خواتین نے شرکت کی حضرت الامیر کا تفصیلی بیان ہوا جس میں خواتین اسلام کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و تحفظ کے سلسلہ میں خواتین اسلام کے کردار پر ایمان افروز واقعات بیان کیے۔

اس کے بعد جامعہ دارالہدیٰ میں ختم نبوت لائبریری کا افتتاح اور ۴۹ یونین کونسلوں کے کارکنان ختم نبوت کے تربیتی کونشن سے خطاب کیا اس پروگرام میں بنوں کے مشائخ عظام و مہتممین حضرات نے بھی شرکت کی جس میں جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر حضرت مولانا قاری محمد عبداللہ مفتی عبدالغنی اشرفی، شیخ الحدیث مولانا حاجی حمید اللہ، ناظم دفتر ختم نبوت مولانا عبدالحسیب، قاری ظاہر اللہ، حاجی محمد ایاز، مفتی شہید نواز، مولانا شمس الحق، مولانا محمد یونس، مولانا محمد سعید، مولانا عتیق اللہ قریشی، محمد سلمان فارسی، پریس کلب کے صدر جناب محمد عالم خان اور بیورو چیف جناب عمران علی نشاد، مولانا محمد اکبر اکبری صاحب مہتمم مدرسہ انوار العلوم چک ڈدان، شیخ الحدیث مولانا فتح القدیر، بنوں کے تبلیغی جماعت کے سرپرست اعلیٰ مولانا حافظ عبدالغفار صاحب مہتمم مدرسہ کاشف العلوم، مفتی عصمت اللہ نعمانی اور مجلس کی مجلس عاملہ و شوریٰ کے اراکین نے شرکت کی۔

یہاں جامعہ دارالہدیٰ کے مہتمم اور مجلس کے ناظم مالیات مولانا قاری زبید اللہ صاحب نے حضرت الامیر کے دست مبارک سے طلباء کرام میں تقسیم انعامات اور توصیفی اسناد بھی تقسیم کیے گئے پروگرام میں بنوں صحافی برادران کے پریس کلب کے صدر جناب محمد عالم خان صاحب کو صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی و ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی نے حسن کارکردگی کا شیلڈ پیش کیا، صوبائی امیر کے دست مبارک سے ختم نبوت لائبریری کا افتتاح بھی ہوا اس کے بعد سرائے نورنگ میں ختم نبوت چوک کا افتتاح ہوا جس میں حضرت الامیر نے بیان بھی کیا یہ تمام پروگرامات ضلعی امیر مولانا مفتی عظمت اللہ سعدی کے زیر صدارت و زیر انتظام منعقد کیے گئے۔

ایک روشن دماغ تھا، نہ رہا!

محمد متین خالد

۱۷ر نومبر کو کراچی سے عزیزی محمد زاہر نور البشر کا یہ میسج روح رواں پر بجلی بن کر گرا کہ "بچوں کے ادب کے بین الاقوامی شہرت یافتہ ادیب اور مجاہد ختم نبوت جناب اشتیاق احمد اب ہم میں نہیں رہے۔" مت پوچھیں کہ دل پر کیا گزری؟ مرحوم جناب انٹرنیشنل ایئرپورٹ (کراچی) پر حرکت قلب بند ہونے کے سبب راہی ملک عدم ہوئے۔ وہ ۷۱ سال کے تھے، ۱۸ر نومبر کو جھنگ صدر میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم ایک خوددار اور سادہ مزاج کے آدمی تھے۔ ان کے اندر بے حد عاجزی و انکساری پائی جاتی تھی۔

اشتیاق احمد روزنامہ اسلام کے معروف میگزین "بچوں کا اسلام" کے مدیر تھے۔ بچوں کا ادب تصنیف کرنا نہایت جاں گسل کام ہے، یہ ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ وہ یہاں تقریباً ۱۳ سال تک اپنی خداداد صلاحیت کے جوہر بکھیرتے رہے، جس کے اثرات ہمیشہ قائم رہیں گے، یہ وہ میگزین ہے جس کے مطالعے سے اشتیاق صاحب کی ہمہ جہت پہلو شخصیت قاری پر آشکار ہوتی ہے۔ انہوں نے سینکڑوں ناول اور کتابیں تصنیف کیں۔ اس لحاظ سے اُن کا نام "گینز بک آف دی ورلڈ ریکارڈ" میں آنا چاہئے۔ اُن کی ہر کتاب کو ادبی حلقوں میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہیں تحفظ ختم نبوت سے جنون کی حد تک محبت و عقیدت تھی۔ اُن کے ناول "جاپانی فتنہ، باطل قیامت اور وادیٔ مرجان" حیرت انگیز طور پر ایک مخصوص سازشی گروہ کے خفیہ گوشوں کو بے نقاب کرتے ہیں۔ "تحالی کے بیگن" نامی کتاب پڑھنے کے لائق ہے، جو بے حد معلوماتی ہے۔ "بچوں کا اسلام" کا ختم نبوت نمبر ایک شاہکار کارنامہ ہے جس پر وہ قومی ایوارڈ کے مستحق ہیں۔ اس نمبر کی ہر تحریر پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس موضوع کا انتخاب اُن کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

گزشتہ سال لاہور میں اُن سے ایک یادگار ملاقات ہوئی جس کی حلاوت شاید میں عمر بھر نہ بھلا سکوں۔ اس ملاقات میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ سے متعلق بڑی سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ میں نے انہیں بتایا کہ مجھے کتب بینی کا شوق بچپن میں آپ کے جاسوسی ناول پڑھنے سے ہوا۔ آپ کی تحریروں میں اس قدر تجسس، کشش اور سسپنس ہوتا ہے کہ جب تک پورا ناول ختم نہ کر لیا جائے، چین نہیں آتا۔ اُن کی بڑی دلی خواہش تھی کہ تمام جدید ذرائع استعمال کرتے ہوئے نوجوانوں بالخصوص طالب علموں کو تحفظ ختم نبوت کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات بہم پہنچائی جائیں تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہے۔ میں نے انہیں اپنی کتابوں کا سیٹ پیش کیا جس پر اُن کی خوشی دیدنی تھی۔ انہوں نے احقر کی بے حد پذیرائی اور حوصلہ افزائی کی۔ بالخصوص "ثبوت حاضر ہیں" دیکھ کر فرمانے لگے کہ: یہ کتاب آپ کی اُخروی نجات کے لئے کافی ہے۔ میرے لئے یہ الفاظ ایک اعزاز سے کم نہیں۔

جناب اشتیاق احمد کا شمار اسلام اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کے محافظین میں ہوتا ہے۔ ہمارا ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس کا ڈھانچہ اسلامی اصولوں پر استوار کیا گیا ہے۔ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے فرمایا تھا کہ: اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے، جہاں اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔" (اسلامیہ کالج پشاور، ۱۳ر جنوری ۱۹۴۸ء) لطیفہ یہ ہے کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف اپنے سابقہ دورِ حکومت میں "خلیفۃ المسلمین" بننا چاہتے تھے اور اب حال ہی میں پاکستان کو لبرل بنانے کا اظہار کر چکے ہیں۔ لبرل پاکستان بنانے کی ناپاک سوچوں کا خمیازہ ہم سب بھگت رہے ہیں۔ ہماری نوجوان نسل تیزی سے تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ حال ہی میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے جسٹس امیر ہانی مسلم نے فیس بک پر لڑکیوں کو بلیک میل کرنے والے ملزم کی ضمانت خارج کرتے ہوئے کہا کہ: "فیس بک نے نئی نسل اور معاشرے کو خراب کر دیا ہے، گرل فرینڈ کا کلچر ہمارا نہیں۔" ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے ضروری ہے کہ تعلیمی اداروں میں نوجوان نسل کو اشتیاق احمد مرحوم کے ناول پڑھائے جائیں تاکہ عقائد کے درستی کے ساتھ ساتھ اُن کی کردار سازی بھی ہو سکے۔ عجیب بات ہے کہ ہمارے ہاں ہر سال ۲۳ر مارچ کو اداکاروں، گلوکاروں، سیکولر، بے دین اور اسلام مخالف شخصیات کو قومی ایوارڈ سے نوازا جاتا ہے جبکہ اسلام اور پاکستان سے محبت رکھنے والوں کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔

جناب اشتیاق احمد مرحوم کی رحلت کو ایک بڑا نقصان قرار دیا جا رہا ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی کے میدان میں اُن کی وفات سے جو زبردست خلا پیدا ہوا ہے اس کا نعم البدل ملنا بہت مشکل ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے حسنات کو قبولیت کا شرف بخشتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

"پیدا کہاں ہے ایسے پراگندہ طبع لوگ؟"

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۹ر نومبر ۲۰۱۵ء)

سفر تمام ہوا!

مولانا قاضی احسان احمد

خطیب ملت، اسلامیان پاکستان کی پہچان اور آواز، شہنشاہ خطابت، مفکر اسلام علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۵ء مطابق ۲۰ر صفر المظفر ۱۴۳۷ھ داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے سفر آخرت کو سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ نے بھرپور زندگی پائی اور بہت ہی بھرپور تحریکی زمانہ نصیب ہوا جس میں اس ملک وملت کی سرزمین پر اسلام اور پیغمبر اسلام کے دین کی سربلندی کے لئے آوازِ حق بہت زور وشور اور سلامتی دارین کے ساتھ جاری وساری تھی۔

تحفظ ختم نبوت کی صدا ہو یا تحفظ ناموس صحابہ کرامؓ کی آواز، مدارس کی حفاظت کا اعلان ہو یا خانقاہوں کے تقدس کی بات، ہر میدان میں اپنی آواز حق سے صدائے حق بلند کرتے نظر آتے۔

ایک کامیاب خطیب کے انداز میں آپ جب مائک پر آتے تو چہرہ پُراعتماد، فکری نظر، مضمون پر گرفت، موقع کی مناسبت سے بات کا آغاز، پُرسوز اور پُرکیف انداز میں تلاوت کلام پاک سے مجمع کو قابو کرنا، خطبہ مسنونہ کی مسحور کن آواز سے سامعین پر سکوت کا طاری ہونا اور اس طرح کی بہت ساری خوبیوں سے مزین ہوکر خطاب کا آغاز فرماتے۔

علامہ سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ کی زندگی بھر اپنے حلقہ احباب میں ایک امتیازی شان رہی، اکابر و اصاغر یکساں عزت وتکریم کی نظر سے دیکھتے رب کریم نے انہیں جو خطابت کا ملکہ دیا تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ اس خطابت کے فن سے آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا عرب وعجم اندرون وبیرون ملک منوایا۔

آج شاہ صاحبؒ ہمارے درمیان موجود نہیں مگر وہ منظر میری آنکھوں میں بار بار گھوم رہا ہے جب چناب نگر کی سرزمین پر تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی۔

شب جمعہ کی نشست ہوتی، کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر خانقاہ سراجیہ عالیہ نقشبندیہ کے سرخیل شیخ طریقت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمدؒ فرمارہے ہوتے تھے اور اسٹیج سے اعلان ہوتا اب آپ کے سامنے خطیب بے بدل، واعظ خوش الحان، خطابت کے بے تاج بادشاہ حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہؒ تشریف لاتے ہیں سارا مجمع مارے خوشی کے جھوم اٹھتا فضا اللہ کریم کے نام سے گونج اٹھتی، شان رسالت زندہ باد کی بازگشت سے چناب نگر کے درودیوار روشن ہوجاتے:

زندہ ہیں زمانے میں ثنا خوان محمد ﷺ
تابندہ رہی رہے گا یونہی گلستان محمد ﷺ

تاج وتخت ختم نبوت کے بلند وبالا نعروں سے چناب نگرؔ کے قصر خلافت میں زلزلہ برپا ہوتا، قادیانیوں کے چہروں پر اوس پڑتی مسلمانوں کے چہرے گلاب کے پھول کی طرح کھل جاتے۔ یوں اس ماحول میں حضرت شاہ صاحبؒ اپنی تقریر کا آغاز خطبہ مسنونہ سے پُرسوز اور خوش الحان آواز میں کرتے اور قرآن کریم کی تلاوت سے سامعین کے دل ودماغ اپنی گرفت میں کرلیتے۔

حضرت خواجہ صاحبؒ مکمل تقریر انتہائی انہماک اور توجہ کے ساتھ سماعت فرماتے یوں لگتا رات کی تاریکی میں نور کی برسات ہورہی ہے درودیوار مینارۂ

انتقال پُرملال

☆……حضرت مولانا بدیع الزمانؒ کے چھوٹے بھائی اور مولانا مشتاق الرحمن صاحب (جرمنی والے) کے والد ماجد جناب قاضی محمد عرفان ۸۳ سال کی عمر پاکر گزشتہ ماہ تلہ گنگ میں انتقال فرمائے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب مرحوم کو نیک اور صالح اولاد سے نوازا آپ کے ماشاءاللہ! پانچ بیٹے حافظ وعالم ہیں جو آپ کے لئے یقیناً صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆……حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے مجاز صحبت جناب الحاج سیّد اطہر عظیم (ہفت روزہ کے سابق ایڈیٹر) کے والدگرامی بھی قضائے الٰہی سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی نماز جنازہ میں مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سیّد انوار الحسن نے ادارہ ختم نبوت کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے نماز جنازہ میں شرکت کی اور پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔ قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

نور بنے ہوتے۔ واقعہ یہ ہے کہ شاہ صاحبؒ کامیاب مسافر کی طرح کامیاب سفر کرکے دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔

بہر کیف صفحات کے صفحات اس مرد قلندر کے اوصاف حمیدہ کی نذر کئے جاسکتے ہیں۔ بس میں اپنی ان سطور کو ایک گزارش نذر کرنے کے بعد سمیٹ دیتا ہوں کہ عقیدت، احترام کا دھارا صرف اور صرف آواز کا حُسن نہیں ہونا چاہئے بلکہ عقیدت کا سبب ایک تو آواز کا حُسن ہے۔ دوسرا اس شخصیت کی اپنی ذات ہے اور تیسرا عقیدت کا سبب اس ذات کا کاز اور مشن گویا کہ کسی بھی شخصیت سے محبت حُسن آواز، حسن سیرت، حسن کاز اور مشن کی وجہ سے ہوتی ہے مگر ہمارے یہاں معاملہ عقیدت کا صرف حسن صوت کی حد تک رہتا ہے جب تک آواز کا لحن داؤدی باقی ہے جب تک شعلہ نوائی جاری ہے جب تک زمین و آسمان کے قلابے ملانے کی تاب باقی ہے تو اس وقت تک عقیدت بھی باقی رہتی ہے مگر اس ناکارہ کے نزدیک یہ محبت وقتی اور نامکمل ہے اس لئے کہ یہ آواز وقتی اور فنا ہونے والا حُسن فانی ہے اس کو ایک دن زوال آتا ہے مگر ذات کا حُسن اور مشن، جذبہ اور کاز کا حُسن راز دل اور بے مثال ہے، اس میں بھی ذات ایک دن ختم ہوجائے گی۔ عرصہ گزر گیا پیوند خاک ہوئے من دو من مٹی میں ذات دبادی گئی، آہستہ آہستہ اس کے نقوش بھی آنکھوں سے اوجھل ہونے لگتے ہیں کامیاب انسان وہ ہے جو آواز، ذات اور کاز تینوں سے یکساں محبت کرے کاز کی محبت مشن کا جذبہ قیامت کی صبح تک امت کو بیدار کرکے رکھتا ہے جو نسلیں اپنے اسلاف کے مشن اور جذبہ سے محبت کرتی ہیں ان کی نسلیں باقی۔ ملک وملت سلامت پائیدار اور جاندار رہتے ہیں، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی جس مشن جس جذبہ پر کاربند رہتے ہوئے زندگی بسر کی آج اس کو باقی رکھنے اور زندہ رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ پرچم توحید کی صدا سربلند رہے۔ قرآن کی آواز حق سے دنیا گونجی رہے۔ پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا ڈنکا بجتا رہے۔ اصحاب رسول کی عظمت اور سربلندی امت کا طرۂ امتیاز ہے ملک وملت کی نگہبانی کا فریضہ سرانجام دیا جاتا رہے۔

خدا کرے امت کے نوجوان اپنے اسلاف کے کارناموں کا عملی زندگی میں احیا کرے دینی جذبہ اور حمیت کو فروغ دینے میں کامیاب ہوجائیں۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

محمد ﷺ رحمتِ حق ہر دو جہاں ہیں
محمد ﷺ سب کے رہبر بے گماں ہیں
نبوت ہوگئی ہے ختم اُن پر
وہی پیغمبر آخر الزماں ہیں
(توحیدی)

وہ رحمت لقب پانے والا محمد ﷺ
پیام خدا لانے والے محمد ﷺ
وہ ختم رسالت کے سرتاج خالد
وہی سب سے بعد آنے والے محمد ﷺ
(خالد بزمی)

صاحب تاج ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
صدر نشین بزم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
درس مروت فرمان اس کا نوع بشر پر احسان اس کا
امن محبت اس کی شریعت صلی اللہ علیہ وسلم
(روش صدیقی)

احمد مرسل فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
مظہر اول مرسل خاتم صلی اللہ علیہ وسلم
طینت جس کی سب سے مطہر بعثت جس کی سب سے موخر
عظمت جس کی سب سے مقدم صلی اللہ علیہ وسلم
(اقبال احمد سہیل، اعظم گڑھی)

اے خیر بشر ہادی کل رحمت عالم
اے باعث توقیر جہاں نبیوں کے خاتم
کب نطق کو یارا کہ بیاں وصف ہوں تیرے
نہ ربط معانی میں نہ الفاظ میں باہم
(محمد عابد بودلہ)

تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کامیابی کے ساتھ جاری ہے

☆مصر،شام،سعودی عرب،متحدہ عرب امارات اور افریقا کے بعض ممالک میں قادیانیت کے خلاف قانون پاس ہوچکا ہے،سرکاری سطح پران کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا

☆قادیانی برطانیہ میں اس ارادے سے گئے تھے کہ وہاں موجود تمام مسلمانوں کو قادیانی بنالیں گے،لیکن الحمدللہ ایک بھی مسلمان کو قادیانی نہیں بنا سکے

☆مرزا قادیانی سے ہماری کوئی ذاتی عداوت نہیں،جب تک قادیانی اپنے گلے میں مرزائیت کا قلادہ ڈالے رکھیں گے،اس وقت تک ان سے صلح نہیں ہوگی

مرکزی رہنما مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی روزنامہ اسلام سے خصوصی گفتگو

انٹرویو:حنظلہ ضمیر منہاس

روزنامہ اسلام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اندرون ملک جماعتی کارکردگی کی کیا صورت حال ہے؟

مولانا اللہ وسایا: اللہ کا فضل ہے کہ ملک کے تمام صوبوں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفاتر موجود ہیں۔ تقریباً اہم ضلع میں مجلس کا مبلغ موجود ہے اور کہیں دو دو اضلاع میں ایک مبلغ اپنے فرائض منصبی ادا کررہا ہے تو اس طرح پورے ملک کے ضلعی سطح تک ہمارے جماعتی مبلغ بڑے منظم انداز میں کام کررہے ہیں۔ کراچی سے لے کر خیبر تک ہر اہم شہر میں ہم باری باری کانفرنسیں منعقد کراتے رہتے ہیں۔ نشر و اشاعت کے حوالے سے ایک سلسلہ احتساب قادیانیت کے عنوان سے شروع کررکھا تھا، جس میں ان پرانے بزرگوں کی کتابیں شائع کرنا شروع کی تھیں جو سوڈیڑھ سو سال پہلے شائع ہوئیں، پھر نایاب ہوگئیں۔ ان کو احتساب قادیانیت کی صورت میں یکجا جمع کردیا گیا ہے، جس کی ۶۰ جلدیں شائع ہوچکی ہیں، اب اس سلسلے کو محاسبۂ قادیانیت کے نام سے شروع کردیا گیا ہے، جس کی دو جلدیں چھپ چکی ہیں اور تیسری جلد پر کام جاری ہے۔

روزنامہ اسلام: احتساب قادیانیت کے سلسلہ کو محاسبۂ قادیانیت کے عنوان میں کیوں تبدیل کیا گیا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: بات دراصل یہ ہے کہ ۶۰ جلدوں کے سیٹ کو ہمہ وقت حاضر رکھنا بہت مشکل ہورہا تھا۔ کبھی کوئی جلد شارٹ ہوجاتی تو کبھی کوئی، اس سے بچنے کے لئے یہ نیا سلسلہ شروع کیا ہے، جس سے یہ مسئلہ درپیش نہیں ہوگا۔ اسی طرح حال ہی میں قومی اسمبلی کی وہ کارروائی جس میں قادیانیوں کو آئین کی رو سے کافر قرار دیا گیا تھا، اس کو ۵ جلدوں میں شائع کیا گیا ہے، اسی طرح فتاویٰ ختم نبوت کے نام پر تمام مسالک کے پاک و ہند میں متداول ۳۸ فتویٰ جات میں جو قادیانیت کے متعلق مواد تھا، اسے فقہی مواد پر مرتب کرکے ۳ جلدوں میں شائع کیا گیا ہے۔

روزنامہ اسلام: سرکاری سطح پر سختی کی بنا پر آپ کی جماعت کے جلسوں میں کمی واقع تو نہیں ہوئی؟

مولانا اللہ وسایا: اللہ تعالیٰ کا فضل ہے ہمارے ایک جلسے پر بھی پابندی نہیں لگی، کہیں اگر کوئی افسران اس طرح کی بات کرتے بھی ہیں تو ہمارا موقف سننے کے بعد اجازت دے دیتے ہیں۔ ہمارے کام پر کسی قسم کی پابندی نہیں، البتہ ایک بات یہ ہے کہ ابتدائی دنوں میں ہمارے چند ساتھی گرفتار ہوگئے تھے، اس پر بھی ہم نے اپیل کررکھی ہے، امید ہے کہ اللہ کے فضل سے وہ ساتھی رہا ہوجائیں گے۔ اس حوالے سے پورے ملک میں ہمارے کسی ساتھی پر کوئی کیس نہیں۔

روزنامہ اسلام: بیرون ممالک میں جماعتی کارکردگی کیا ہے؟ کن کن ممالک میں مجلس کا باضابطہ کام ہورہا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: زیادہ تر تفصیلات میرے پاس نہیں اور نہ یہ شعبہ میرے پاس ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ بیرون کے جتنے دوست ہیں وہ سارے قادیانیت کے فتنہ سے بخوبی واقف ہیں اور ان کے خلاف سرگرم عمل ہیں۔ ابھی کچھ مہینوں پہلے کی بات ہے کہ زیمبیا میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ آیا ہے۔ پاکستان میں سیشن کورٹ نے فیصلہ دیا کہ قادیانی اپنی عبادت گاہوں کا مینار نہیں بنا سکتے۔ ۱۷ یا ۱۸ ستمبر کو ایک فیصلہ گجرات میں آیا، جہاں قادیانی ۱۰۰ سال سے مسلمانوں کی ایک مسجد پر قابض تھے، وہ مسجد

مسلمانوں کو واپس مل گئی۔

روزنامہ اسلام: یورپی ممالک میں قادیانی لابی کھلے عام گمراہی پھیلا رہی ہے۔ اس کی روک تھام کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کیا لائحہ عمل تیار کیا ہے؟

مولانا اللہ وسایا: اللہ کا فضل ہے بیرون ممالک میں بھرپور کام ہو رہا ہے۔ صرف ان کے مرکز لندن کو ہی لے لیں، برطانیہ میں قادیانی اس ارادے سے گئے تھے کہ ہم وہاں موجود سارے مسلمانوں کو قادیانی بنالیں گے لیکن الحمد للہ! وہ ایک بھی مسلمان کو قادیانی نہیں بنا سکے۔ وہاں انتہائی موثر انداز میں ہمارا کام شروع ہے، کچھ لوگ وہاں سیاسی پناہ کے نام پر گئے، کچھ لوگ زلزلے اور قحط سالی کی وجہ سے وہاں آئے، قادیانیوں نے ان لوگوں کو اپنا شکار بنالیا ہو تو اس کا میں انکار نہیں کرسکتا، وگرنہ مسلمانوں کو قادیانی بنانے میں قادیانیت مکمل طور پر ناکام ہوئی ہے۔

روزنامہ اسلام: ایک تاثر یہ ہے کہ بی بی سی اور وائس آف امریکا قادیانیت کو سپورٹ کرتے ہیں۔ مجلس اس حوالے سے عالمی میڈیا میں کیا کام کر رہی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: قادیانیوں کو ان ہی ممالک نے پیدا کیا ہے، اس لئے وہ ان کے حق میں بولتے رہتے ہیں، لیکن اللہ کا فضل ہے کہ کسی موقع پر بھی ایسا نہیں ہوا کہ عالمی میڈیا نے ہماری جماعت سے یا حکومت سے کوئی وضاحت یا جواب طلب کیا ہو اور ہماری جماعت اور حکومت خاموش رہی ہو، ایسا نہیں ہے، بلکہ ہر موڑ پر ہماری جماعت اور حکومت نے بھرپور انداز میں اہل اسلام اور پاکستان کی نمائندگی کی ہے۔

روزنامہ اسلام: عالمی میڈیا میں اپنے مشن کے حوالے سے مجلس کیا کردار ادا کررہی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: یہ صرف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ روزنامہ اسلام، وفاق المدارس العربیہ پاکستان، جمعیت علماء اسلام اور دیگر تمام مذہبی جماعتوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ ممکنہ حد تک عالمی میڈیا میں اپنا موثر کردار ادا کریں۔ ایک بات یہ بھی قابل غور ہے کہ پورے ملک میں ہمارے مسلک کا کوئی نمائندہ ٹی وی چینل نہیں ہے۔ تنہا مجلس تحفظ ختم نبوت اس ذمہ داری کی متحمل نہیں ہے کہ وہ کسی ٹی وی چینل کی ذمہ داری قبول کرکے اس کا اعلان کرے۔ یہ منصوبہ ہمارے ہاں زیر غور ہے اور نہ ہی ہمارے بس میں ہے۔

روزنامہ اسلام: گزشتہ دنوں برطانیہ میں واجد شمس الحسن نے کہا تھا کہ قادیانیت کے معاملہ میں بھٹو صاحب غلطی پر تھے، بعد میں اپنے بیان پر معذرت بھی کی۔ کیا آپ لوگ ان کی اس معذرتی بیان سے مطمئن ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: اس شخص کے قادیانیوں سے پرانے مراسم ہیں۔ ان کا بیٹا قادیانیوں کے ساتھ ملازمت کرتا رہا ہے۔ انہوں نے ایسا پہلی بار نہیں کہا، اس سے قبل بھی یہ الٹے سیدھے بیان دے چکے ہیں۔ جب پنجاب اسمبلی میں ان کے خلاف توہین عدالت کی اپیل دائر کی گئی تو انہوں نے وضاحتی بیان جاری کردیا، یہ بھی ہماری فتح ہے کہ اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا، باقی میں ان کے بیان سے مطمئن ہوں، دلوں کے راز اللہ ہی جانتے ہیں، بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہ دفع الوقتی کر رہے ہیں، اللہ ان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

روزنامہ اسلام: آئین پاکستان میں ختم نبوت کے تحفظ کی شقوں کو غیر موثر بنانا قادیانی لابی کی اولین ترجیح ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے اس مذموم مقصد میں کامیاب ہوسکیں گے؟

مولانا اللہ وسایا: اگر امت مسلمہ بیدار رہی تو ان شاء اللہ! کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ کوئی مائی کا لال ان کو دوبارہ مسلمانوں کی صفوں میں لا کھڑا کرے ایسا نہیں ہوسکتا۔

روزنامہ اسلام: موجودہ حکومت کس حد تک آپ سے تعاون کررہی ہے، آپ نے کون سے مطالبات منظور کروائے ہیں اور کن مطالبات پر کام جاری ہے؟

مولانا اللہ وسایا: زرداری صاحب کی حکومت ہو یا نواز شریف صاحب کی جو کچھ ہو چکا ہے، وہی سلامت رہ جائے تو غنیمت ہے۔

روزنامہ اسلام: مزید کسی مطالبے پر کام نہیں ہو رہا؟

مولانا اللہ وسایا: اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ قادیانی اپنی عبادت گاہوں کی صورت مسجد کی طرز پر نہیں بنا سکتے تو اس طرح کے جتنے ادارے ہیں، ان کے بس میں جو کام ہے وہ اس کو لے کر آگے چل رہے ہیں لیکن جب گورنمنٹ قانون سازی نہیں کرتی تو ہم کیسے کہہ دیں کہ ہمارے اتنے مطالبات مان لئے گئے ہیں اور مزید پر کام ہو رہا ہے۔ بس ہماری کوششیں جاری ہیں ہوگا وہی جو منظور خدا ہے۔

روزنامہ اسلام: قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی تحریک میں آپ کو کتنی کامیابی ملی ہے؟ مزید اس حوالے سے کیا کام کر رہے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: مرزا قادیانی سے ہماری کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ بس ہم اہل اسلام کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب تک قادیانیوں نے مرزائیت کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال رکھا ہے، اس وقت تک ہماری ان سے صلح نہیں ہوگی۔

روزنامہ اسلام: یہ الیکٹرانک میڈیا کا دور

ہے، قادیانی لابی بھی اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے اس کا بھرپور استعمال کررہی ہے۔ مجلس اس حوالے سے کیا کام کررہی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ٹی وی چینل کے حوالے سے تو بتادیا، البتہ ویب سائٹس ہزاروں کی تعداد میں بنائی گئی ہیں۔ ہماری ویب سائٹس کی وجہ سے قادیانیوں کو اپنی بعض ویب سائٹس بند بھی کرنا پڑیں۔ ہم اس سلسلہ میں بالکل شرعی حدود کے اندر رہ کر جو کام کرسکتے تھے، وہ کررہے ہیں۔ مثلاً ایک ہی ویب سائٹ میں قادیانیت کے خلاف لکھی گئی ایک ہزار کتابیں اپ لوڈ کردی گئی ہیں۔ ہمارا ایک منظم شعبہ ہے جو ان کو جواب دیتا رہتا ہے۔

روزنامہ اسلام: قادیانیت کو کن کن محاذوں پر آپ نے شکست سے دوچار کیا ہے؟ مزید کن محاذوں پر کام کی اشد ضرورت ہے؟

مولانا اللہ وسایا: اللہ کا فضل ہے مناظرے کے میدان میں یہ شکست خوردہ ہیں۔ وعظ وتبلیغ کے سلسلے میں ان کو مات دی گئی ہے، سول کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک، پاکستان سے لے کر مکہ مکرمہ تک، مکہ مکرمہ سے لے کر جوہانس برگ تک، دنیا جہان کی جن عدالتوں میں یہ گئے ان کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سے قبل قادیانی اقدام کیا کرتے تھے اور ہم دفاع، الحمدللہ! اب قادیانی بالکل دفاعی پوزیشن پر جاچکے ہیں، اور ہم اقدام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر محاذ پر ہمیں سو فیصد کامیابیوں سے نوازا ہے۔ تحریر کا محاذ ہو یا تقریر کا، ایسوسی ایشن ہو یا کوئی موومنٹ، ایک محاذ بھی ایسا نہیں ہے، جس کے بارے میں قادیانی یہ کہہ سکیں کہ ہمیں اس محاذ پر کامیابی ملی ہے۔

روزنامہ اسلام: آپ کیا سمجھتے ہیں کہ قادیانیت کے خلاف مزید کس درجہ محنت کی ضرورت ہے؟

مولانا اللہ وسایا: کبھی اپنے دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہئے۔ جب تک قادیانیت کے جراثیم موجود ہیں امت کو ہمیشہ اپنی ذمہ داری قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اور پُرامن طریقے سے پوری کرتے رہنا چاہئے۔

روزنامہ اسلام: کن کن ممالک میں قادیانیت کے خلاف قانون پاس ہوچکے ہیں یا متوقع ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: مصر، شام، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، افریقا کے بعض ممالک، ان تمام تر ممالک میں قادیانیت کے خلاف قانون پاس ہوچکے ہیں۔ سرکاری سطح پر ان کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا۔

روزنامہ اسلام: دیگر کن ممالک میں اس حوالے سے کام جاری ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ہر جگہ امت اس فتنے کے تعاقب میں لگی ہوئی ہے۔ ہر مسجد، مدرسہ، ہر مسلک اس فتنہ کے خلاف کھڑا ہے۔

روزنامہ اسلام: جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں گمراہی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ آپ اس حوالے سے کیا کررہے ہیں؟

مولانا اللہ وسایا: اس کے لئے مضبوط منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ ہمیں کسی بھی مسلمان کے بارے میں علم ہوجائے کہ وہ قادیانیت سے متاثر ہورہا ہے تو ہم اس کو سمجھانے کی اور اس کی مدد کی ایک حد تک ضرور کوشش کرتے ہیں۔ باقی سارے عالم میں پوری ملت کو بچانے کے لئے اس کام کی اشد ضرورت ہے۔ یہ کام صرف مجلس کا نہیں بلکہ ہر جماعت اور ادارے کو اس معاملہ میں سرگرم ہونا چاہئے۔ ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں خصوصاً وفاق المدارس العربیہ پاکستان انہیں چاہئے کہ وہ کوئی منظم پالیسی وضع کریں تو ہم بھی ان کے معاون کی حیثیت سے حاضر ہیں۔

روزنامہ اسلام: پاکستان کے تمام اہم اداروں میں قادیانی لابی براجمان ہے جو قادیانیت کو سپورٹ کرتی ہے، اس حوالے سے مجلس کیا اقدامات کررہی ہے؟

مولانا اللہ وسایا: ہم ان سے باخبر رہتے ہیں، ہم نے مطالبہ کر رکھا ہے ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹایا جائے جو ابھی تک نہیں مانا گیا، مگر جب اللہ کو منظور ہوگا تو ضرور مانا جائے گا البتہ اگر وہ ان عہدوں پر رہ کر کوئی اقدام کریں تو ہم ان کے توڑ کا حل سوچتے رہتے ہیں۔

روزنامہ اسلام: روزنامہ اسلام کے قارئین کو آپ کیا پیغام دینا چاہیں گے؟

مولانا اللہ وسایا: قارئین اسلام سے یہ درخواست ہے کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج یہ سب فرض ہیں، لیکن ان سب فرائض کا تعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال کے ساتھ ہے اور اعمال سرزد ہوتے ہیں اعضاء اور جوارح سے، جس طرح اعضا حرکت کرتے ہیں تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا، رکوع کرنا، سجدہ میں جانا۔ اس سے اعمال وجود میں آتے ہیں تو گویا ان تمام فرائض کا تعلق اعمال سے ہے جو وہ اعضا کو حرکت دینے سے سرزد ہوتے ہیں جبکہ ختم نبوت کا مسئلہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے، اس لئے اس کام کو کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی براہ راست خدمت کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ختم نبوت کا تاج رکھا، یہ وہ اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب کیا، اس کا تحفظ ہماری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ قارئین اسلام کو، پوری امت کو، آپ کو اور مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۷ نومبر ۲۰۱۵ء)

عقیدۂ ختم نبوت پر گھناؤنا وار!

حمید اللہ خان عزیز، بہاولپور

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آخری رسول اور نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ دین اسلام اللہ رب العزت کا آخری دین ہے۔ آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے۔ یہی کامل دین اور قابل نجات ہے۔ آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو انجام تک پہنچانا اسلامی حکومت کا فریضہ ہے۔ ہر عام وخاص کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ خود ہی قانون کو ہاتھ میں لے کر اس کا قلع قمع کرے یا توہین رسالت کے کسی مجرم کا کام تمام کرے۔ ہمارے ہاں ایسے مجرموں کے لئے منصفانہ عدالتیں موجود ہیں۔ وہ کتاب وسنت کی روشنی میں جو فیصلہ کریں، انہیں مان لینا چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا" (الاحزاب:40)

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو آیات اور دو سو دس احادیث سے ثابت ہے۔ قرآن وحدیث کے ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب قیامت تک کوئی نیا نبی اور رسول نہیں آئے گا۔ اس بات پر پختہ ایمان "عقیدۂ ختم نبوت" کہلاتا ہے۔

خاتم النبیین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پوری انسانیت کے لئے مبعوث فرمایا گیا۔ مخبر صادق نے امت کو خبردار کر دیا۔

"لو كان نبي بعدي لكان عمر بن الخطاب۔" (جامع ترمذی،۳۶۸۶)

ترجمہ: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتے۔"

دوسرے مقام پر وضاحت سے فرمایا:

"كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي وسيكون خلفاء فيكثرون. قالوا: فما تامرنا؟ قال: فوا ببيعة الاول فالاول۔" (صحیح بخاری،۳۴۵۵)

ترجمہ: "بنی اسرائیل کی حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی کو اس کے بعد بھیج دیتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفا ہوں گے اور کثیر تعداد میں ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ آپ ان کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا: سب سے پہلے خلیفہ کی بیعت پوری کرو اور پھر اس کے بعد دیگر کی۔"

"عقیدۂ ختم نبوت" کے سب سے بڑے دشمن قادیانی ہیں۔ قادیانیت یہودی افکار کا چربہ ہے۔ اس کی پشت پر نصاریٰ اور ہندو مذہب کے بڑے پنڈت ہیں۔ یہود ونصاریٰ تقریباً ایک سو پچیس برس سے اس فتنے کی محض اسلام کی مخالفت میں پرورش کرتے چلے آ رہے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کا ایجنٹ اور نمک خوار تھا۔ برٹش ایمپائر نے جہاد کو ختم کرنے کے لئے اسے کھڑا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے:

"میرے والد غلام مرتضیٰ گورداس پور کے نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بزمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے۔ ۱۸۵۷ء میں انہوں نے سرکار انگریز کی خدمت گزاری میں پچاس گھوڑے مع پچاس سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دیئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عندالضرورت وعدہ بھی دیا اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجا آوری خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھی، چنانچہ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب "رئیسان پنجاب" میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر ان کے مکان پر آ کر ملاقات کرتے تھے۔"

فتنہ قادیانیت نے انگریز کے زیر سایہ جنم لے کر پھلنا پھولنا شروع کیا تو علمائے اسلام عقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کے لئے نہ صرف خود کھڑے ہوئے بلکہ سوئی ہوئی ملت کو بھی جگایا۔ بالآخر طویل ترین جدوجہد اور جانی قربانیوں کے بعد آج سے ۴۱ سال قبل ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو ایک

آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس سے پہلے پاکستان میں قادیانی ذریت کو کافر کہنا جرم تھا۔ لیکن ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد انہیں مسلمان نہیں کہا جاسکتا۔ یہاں تاریخ کا ایک اور پہلو بھی ہے کہ جب ۱۹۷۳ء کا آئین تشکیل پارہا تھا تو کچھ اراکین اسمبلی نے اختلاف رائے کا اظہار کرتے ہوئے اس آئین پر دستخط نہیں کئے تھے، لیکن ۱۹۷۴ء کی وہ آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں اور مرزائیوں کو کافر قرار دیا گیا، اس پر ان اراکین اسمبلی نے بھی دستخط کئے، گویا کہ یہ آئینی ترمیم ۱۹۷۳ء کے آئین سے بھی زیادہ متفقہ ہے۔

قادیانیت ایک ایسا فتنہ ہے جسے شروع سے لے کر اب تک دنیا کی تمام سامراجی قوتیں سپورٹ فراہم کرتی آرہی ہیں۔

برطانیہ میں پاکستان کے ایک سابق ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے ۲۳/اگست ۲۰۱۵ء کو لندن میں مرزائیوں کے سالانہ جلسہ میں تقریر کی اور قادیانیوں کے حق وحمایت میں کھل کر بات کی۔ ان کی متنازعہ تقریر کے کچھ حصے اخبارات میں چھپے۔ روزنامہ امت کراچی کی ایک تفصیلی خبر کا متن ملاحظہ فرمائیں:

”لندن (نمائندہ امت) برطانیہ میں سابق پاکستانی ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے کہا ہے کہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کا قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینا غلط فیصلہ تھا۔ یہ بات انہوں نے لندن میں قادیانیوں کے سالانہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ واضح رہے کہ واجد شمس الحسن پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں لندن میں پاکستانی ہائی کمشنر کی خدمات انجام دے چکے ہیں اور ان کے قادیانیوں سے قریبی مراسم کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ ذرائع نے بتایا کہ واجد شمس الحسن نے اپنے دور میں ایک پاکستانی نژاد صحافی کے ہائی کمیشن میں داخلے پر ۵ سال تک پابندی بھی اسی وجہ سے لگائے رکھی کہ وہ ان کے قادیانیوں سے مراسم کی خبریں چلاتے تھے۔ لندن میں خطاب سے قبل واجد شمس الحسن نے قادیانی سربراہ مرزا مسرور سے باقاعدہ اجازت طلب کی اور اپنے خطاب کرنے کو فخر محسوس کیا۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم سب کا راستہ ایک ہی ہے۔ پاکستان بننے کا بنیادی مقصد معاشی طور پر انصاف نہ ملنا تھا۔ مذہبی آزادی تو ہمیں متحدہ ہندوستان میں بھی حاصل تھی۔ واجد شمس الحسن نے سابق وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ وہ قادیانی تھے اور انہوں نے بھی تحریک پاکستان میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ سابق ہائی کمشنر کا کہنا تھا کہ پاکستانی حکمرانوں نے مذہبی طبقے کے اثر انداز ہونے پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور یہ ذوالفقار علی بھٹو کی غلطی تھی، میں اس کی حمایت نہیں کرسکتا۔ اگر آج بھٹو زندہ ہوتے تو وہ بھی اس فیصلہ کے بعد کی صورت حال پر حمایت نہ کرتے۔“

(روزنامہ امت کراچی ۲۸/اگست ۲۰۱۵ء)

اصل غلطی ہم سے یہ ہوئی کہ قیام پاکستان کے فوری بعد چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو پہلا وزیر خارجہ بنادیا گیا۔ یہ بہت اہم ترین منصب تھا جس کا آنجہانی چوہدری نے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ اس نے بیرون ملک اور اندرون ملک کلیدی عہدوں پر قادیانی آفیسرز بھرتی کئے۔ انہیں خصوصی مراعات دے کر دنیا بھر کے سفارت خانوں سے متعارف کرایا ”اکھنڈ بھارت“ مرزائیوں کا مذہبی عقیدہ ہے۔ پس پردہ اس عقیدہ کو رکھ کر ظفر اللہ خان قادیانی نے پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی دفاع کو کمزور بلکہ منہدم کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا لیکن اونچے حلقوں میں قادیانیوں کا اثر ورسوخ اور لابنگ تو تھی، جس کے ذریعے وہ ہمیشہ پاکستان کے ملکی اور بین الاقوامی حالات و واقعات بالخصوص خارجہ پالیسیوں پر اثر انداز ہوتے رہے۔

لندن کے مرکز مرزائیت میں بیٹھا واجد شمس الحسن کیا کررہا ہے؟ اس کی مشکوک حرکات، متنازعہ بیانات اور سابقہ ریکارڈ اس کے قادیانی ہونے یا کم از کم ان کے زبردست حمایتی اور وکیل ہونے کے ثبوت ضرور فراہم کررہا ہے۔

واجد شمس الحسن جس کے منہ میں مرزائیوں کی زبان ہے۔ یہ کسی زمانے میں جنگ اخبار کے ایڈیٹر کے طور پر لندن آیا۔ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو سے اس کے قریبی روابط و مراسم تھے۔ پیپلز پارٹی میں شمولیت اختیار کی تو وزیر اعظم نے برطانیہ میں پاکستان کا سفیر نامزد کردیا۔ برطانیہ میں موصوف اپنی قادیانیت نوازی کا ریکارڈ سراسر قائم رکھے ہوئے ہیں۔ جب وہ پاکستان کے سفیر تھے تو لندن میں پاکستانی سفارت خانہ مرزائیوں کی آمد ورفت اور مشکوک سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا رہا تھا۔ کوئی مانے یا نہ مانے واجد شمس الحسن کے قادیانیوں سے گہرے مراسم ہیں، جس کی صرف تین یا چار مثالیں عرض کئے دیتا ہوں:

۱:... مرزائیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد کے دست راست مرزا مظفر چوہدری کے پاس واجد شمس الحسن کا بیٹا ملازم ہے۔ مرزا مظفر چوہدری قادیانیوں کا چیف سپورٹر ہے اور قادیانیوں کی الیکٹرانک میڈیا مہم کو کنٹرول کرتا ہے۔

۲:... ۲۰۱۵ء میں لاہور کی قادیانی عبادت گاہ پر حملہ ہوا تو اسی وقت واجد شمس الحسن نے لندن میں مرزا مسرور احمد سے ملاقات کی۔ ایک سوال کے جواب میں واجد نے کہا کہ وہ یہ سب حکومت پاکستان کی مشاورت سے کررہے ہیں۔ بعدازاں پریس قونصلر سیدہ سلطانہ رضوی نے قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد سے لاہور کی عبادت گاہ پر ہونے والے حملوں کے سلسلے میں اظہار تعزیت کی اور تعزیتی ریفرنس کا جو پریس ریلیز میڈیا کو بھیجا گیا اس میں

مرزائیوں کو ''مسلم جماعت'' لکھا گیا۔

۳:... ۲۰۱۰ء میں جب واجد شمس الحسن لندن میں تھے تو ان دنوں یہ خبر نکلی کہ جناب واجد نے قادیانیوں کے لئے لفظ ''مسلم'' اور ''مرزائیوں کی عبادت گاہ'' کے لئے ''مسجد'' کا لفظ استعمال کیا تھا اور ''مرزائیوں کی عبادت گاہ'' میں جاکر مرنے والے قادیانیوں کے حق میں مغفرت کی دعائیں کیں۔ غیر مسلموں کے لئے مغفرت کی دعا کرنا؟ غیرت مند مسلمان چیخ اٹھے، پوری دنیا سے مسلمانوں کا ردعمل سامنے آیا، جب حالات زیادہ خراب ہونے لگے تو واجد شمس الحسن نے الیکٹرانک میڈیا پر آکر معافی مانگی۔

کیا واجد شمس الحسن اتنا بھی نہیں جانتے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ وہ ختمی المرتبتؐ کی شان رسالت کے منکر ہیں۔ جو مقام اور مرتبہ مسلمان پیغمبر اسلام کو دیتے ہیں، مرزائی وہ مقام اور منصب اپنے جھوٹے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو دیتے ہیں۔ ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانی آرڈی نینس کے تحت قادیانی اپنی عبادت گاہوں (مرزا واڑوں) کو مسجد کا نام نہیں دے سکتے۔

۴:... ۲۰۱۰ء سے تاحال کئی واقعات ایسے پیش آئے ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ واجد شمس الحسن مرزائیوں سے دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ انہیں ''جائز حقوق'' دلانے کے لئے سرگرم عمل رہے ہیں۔ امسال ٹل فورڈ (برطانیہ) لندن میں مرزائیوں کا سالانہ اجتماع ۲۱ تا ۲۳ اگست ۲۰۱۵ء کو ہوا۔ اجتماع کی کامیابی کے لئے موصوف پہلے سے کہیں زیادہ سرگرم دکھائی دیئے۔ قادیانیوں کا یہ اجتماع مرزا قادیانی کے زمانہ سے منعقد ہوتا آرہا ہے۔ قادیانی اس اجتماع کو ''ظلی حج'' سمجھتے ہیں۔ قادیانی خلیفہ مرزا مسرور احمد کی اجازت سے موصوف سابق سفیر نے مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح کرنے اور پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلہ اور آئین و قانون کے خلاف تقریر کی، جس کا پاکستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں نے نوٹس لیا، جس کی تفصیلی خبر پیچھے ہم نے نقل کی ہے۔ یہ تقریر نیٹ پر بھی موجود ہے۔ واجد شمس الحسن نے قادیانی کمیونٹی کو اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو غلط قرار دیتے ہوئے کہا کہ:

''میرے لیڈر، سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے بعض مذہبی افراد کے دباؤ میں آکر تاریخ کی بڑی غلطی کی تھی جسے نہ تو آج میں Justify کرسکتا ہوں اور اگر بھٹو زندہ ہوتے تو وہ بھی اس کا جواز مہیا نہیں کرسکتے تھے۔ انہوں نے کہا: بدقسمتی سے پاکستان بننے کے بعد قائد اعظم اور علامہ اقبال کی آئیڈیالوجی پاکستان کے مخالف طبقہ نے ہائی جیک کرلی، آج پاکستان کے حالات انہی کی وجہ سے خراب ہیں۔''

واجد شمس الحسن کی تقریر گمراہ کن، قادیانیت نوازی اور آئین شکنی کی بدترین مثال ہے۔ ختم نبوت کے ڈاکوؤں کو مسلمان سمجھنا توہین رسالت نہیں تو اور کیا ہے؟ برطانیہ میں مرزائیوں کی ایک خاص تقریب میں واجد شمس الحسن صاحب کو دعوت خطاب دینا اور ان کا وہاں ڈنکے کی چوٹ پر آئین پاکستان کو جھٹلانا اور پارلیمنٹ کے فیصلے کو غلط قرار دینا، نیز قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو بڑی ڈھٹائی سے غیر منصفانہ قرار دینے سے یقیناً غیر مسلم اسلام دشمن قوتوں کی پشت پناہی کے واضح اشارے ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ پاکستان کے بعض سیاسی عساکر نے بروقت اس کا نوٹس لے کر ان کے مذموم مقاصد ناکام بنادیئے۔ پنجاب اسمبلی میں واجد شمس الحسن کے قادیانیوں کے حق میں بیان پر شدید احتجاج ہوا۔ مذمتی قرارداد یں جمع ہوئیں۔ روزنامہ اسلام میں تفصیلی خبر یوں شائع ہوئی:

''لاہور (نیوز رپورٹر) پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں سابق سفارت کار واجد شمس الحسن کے قادیانیوں کے حق میں بیان پر ارکان اسمبلی نے سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ سفارت کار کے بیان سے پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کی دل آزاری ہوئی ہے۔ ارکان نے مطالبہ کیا کہ بطور سفارت کار اسے دی گئی مراعات اور پنشن واپس لی جائے اور ۲۹۵ سی کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس موقع پر اسپیکر اسمبلی نے اس واقعہ پر ارکان اسمبلی کو مذمتی قرارداد لانے کی ہدایت کردی۔ تاہم وزیر قانون کی عدم موجودگی کی وجہ سے قرارداد پیش نہ کی جاسکی جو آج (جمعہ) کو اجلاس کے دوران پیش کی جائے گی، اس سلسلے میں مختلف جماعتوں کے ارکان نے متفقہ قرارداد اسمبلی سیکریٹریٹ میں جمع کرادی۔ قائم مقام اسپیکر سردار شیر علی گورچانی کی صدارت میں اجلاس کے آغاز پر ہی مسلم لیگ (ن) کے رکن اسمبلی وحید گل نے سابق سفیر واجد شمس الحسن کے ایک اخباری بیان کہ: ''مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینا غلط فیصلہ تھا'' پر سخت ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے نکتہ اعتراض پر کہا کہ واجد شمس الحسن قادیانیوں کا ایجنٹ ہے۔ اس نے یہ بیان دے کر نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے۔ تحفظ ختم نبوت پر ہم اسمبلی کی رکنیت تو کیا اپنی جان تک بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کے خلاف نیشنل ایکشن پلان کے تحت کارروائی کی جائے، اگر ایسا نہ کیا گیا تو ہم اسمبلی رکنیت سے مستعفی ہوجائیں گے۔ ایسی ہزار اسمبلیاں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی جاسکتی ہیں۔ ن لیگ کے رکن اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی نے کہا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار قومی اسمبلی نے دیا تھا اور واجد شمس الحسن نے نہ صرف اس اسمبلی بلکہ اس کے تمام ممبران اور پاکستان کے عوام کی توہین کی ہے، اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس پر قائم مقام اسپیکر سردار شیر علی گورچانی نے کہا کہ اس پر قرارداد لے آئیں اسے

حتمی منظور کرلیں گے۔ پی ٹی آئی کے رکن اسمبلی میاں اسلم اقبال نے کہا کہ مذکورہ بیان انتہائی قابل مذمت ہے۔ ہم اپنے عقیدے پر کمپرومائز نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے ہمیں اپنی جانوں کے نذرانے بھی پیش کرنے پڑے تو وہ بھی کم ہیں۔ رکن اسمبلی قاضی احمد سعید نے کہا کہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا اب نواز حکومت سے مطالبہ ہے کہ اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

پنجاب اسمبلی کے باہر ایم پی اے وحید گل، میاں اسلم، پیر محفوظ مشہدی سمیت دیگر کے ہمراہ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے مسلم لیگ (ن) کے رکن پنجاب اسمبلی الیاس چنیوٹی نے کہا ہے کہ واجد شمس الحسن کے خلاف غداری کا مقدمہ درج کیا جائے۔ نیشنل ایکشن پلان میں واضح ہے کہ جو بھی مذہبی فرقہ وارانہ بیان دے گا، اس کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا جائے گا۔ دریں اثنا ممبران صوبائی اسمبلی مولانا الیاس چنیوٹی، مولانا غیاث الدین، سید محفوظ مشہدی، وحید گل، چوہدری محمد اشرف اور دیگر جماعتوں کے ارکان کی جانب سے مشترکہ طور پر پنجاب اسمبلی میں جمع کرائی گئی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ معزز ایوان مذکورہ بیان کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ واجد شمس الحسن کو آج تک جتنے بھی اعزازات دیئے گئے ہیں، فوراً واپس لئے جائیں اور اس کا جس سیاسی جماعت سے تعلق ہے وہ جماعت فوراً اس سے لاتعلقی کا اظہار کرے۔“

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۸ راگست ۲۰۱۵ء)

مقام شکر ہے کہ پنجاب اسمبلی میں مذمتی قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوگئی ہے۔ اس قرارداد پر ۹ ارکان اسمبلی نے دستخط کئے۔ اسمبلی میں موجود حکمران جماعت، اپوزیشن جماعتوں کے تمام اراکین، پاکستان تحریک انصاف، پاکستان پیپلز پارٹی، جماعت اسلامی اور ق لیگ وغیرہ نے اس قرارداد کو متفقہ منظور کرلیا۔ اس سلسلے میں قائم مقام اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر، لاء منسٹر پنجاب و دیگر اعلیٰ حکام نے اس قرارداد کی کامیابی کے لئے جو پیش رفت کی، اس پر وہ یقیناً ہماری طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں، ان کا اصل اجر تو اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے۔

اسی طرح خیبر پختونخوا اسمبلی نے بھی واجد شمس الحسن کی گمراہ کن تقریر کے خلاف ایک قرارداد مذمت پیش کی جس پر مسلم لیگ (ن) اے این پی اور پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی دستخط کئے۔ قرارداد کے الفاظ یوں ہیں:

”بحیثیت مسلمان ہم اللہ رب العالمین کو واحد لاشریک اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین سمجھتے ہیں۔ چونکہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور اس کا دفاع ہمارا ایمانی فریضہ ہے اور آئین پاکستان نے بھی اس کو مکمل تحفظ فراہم کیا ہے، اس لئے نسل نو کو ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت کے عنوان سے باخبر رکھنے کے لئے یہ ہمارے نصاب تعلیم کا حصہ ہونا چاہئے۔ لہٰذا یہ صوبائی اسمبلی، صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ ختم نبوت کے عنوان سے نصاب تعلیم میں مضامین شامل کئے جائیں۔“

یہ قرارداد ممبر صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا مولانا فضل غفور نے پیش کی اور متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

یہاں ایک اور خبر ملاحظہ فرمائیں کہ اس سال ۱۴؍ اگست (یوم آزادی) کے موقع پر ٹورنٹو (کینیڈا) میں پاکستانی قونصلیٹ ریاض نے نہایت شرمناک کردار ادا کیا۔ اس نے آزادی کی تقریب قادیانی مرکز میں رکھی اور اسے اس نے مذہبی ہم آہنگی سے تعبیر کیا۔

سید ابن عباس جو اس وقت لندن میں نئے پاکستانی ہائی کمشنر تعینات ہوئے ہیں، معلوم ہوا ہے کہ ان کی عنایات کا مرکز بھی قادیانی ہیں اور وہ قادیانیوں کو خوب نواز رہے ہیں۔ اسرائیل اور ”را“ مل کر پاکستان کے استحکام کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور اس سلسلے میں وہ براہ راست قادیانیوں کے نیٹ ورک کو استعمال کررہے ہیں اور اس کے لئے جاپان میں بھارت کا سفارت خانہ اینٹی پاکستان سرگرمیوں کا مرکز بن رہا ہے۔ اسرائیل ”را“ اور قادیانیوں کی اسلام دشمن مہم کے خلاف مسلم ممالک میں پہلے بھی اجتماع ہوا ہے اور اب بھی ہو رہا ہے۔ امور خارجہ کے ماہرین کا یہ تجزیہ درست ہے کہ یہ سب کچھ اسی عالمی ایجنڈے کا حصہ ہے، جس کے تحت وہ پاکستان کے آئین و قانون میں تبدیلیاں کرکے اپنی بالادستی قائم کرنے کے خطرناک عزائم کو عملی جامہ پہنانا چاہتے ہیں۔

۷؍ ستمبر ۱۹۷۴ء کو جب قادیانیوں کو آئینی طور پر کافر قرار دیا گیا تو قادیانیت کے خرمن پر آگ لگ گئی۔ علمائے کرام کی قربانیاں رنگ لائیں۔ پوری دنیا ”ختم نبوت زندہ باد“ کے پر کیف نعروں سے گونج اٹھی۔ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ دنیا کا کفران کی پشت پر ہے۔ یہ بڑی عیاری اور مکاری سے دامن اسلام سے وابستہ عام لوگوں پر ایسا گھناؤنا وار کرتے ہیں کہ انہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہونے کا اندازہ آسانی سے ہو نہیں پاتا۔

لاہور ہائی کورٹ کی انسانی حقوق کمیٹی کے چیئرمین محترم صاحبزادہ میاں محمد اشرف عاصمی ایڈووکیٹ نے واجد شمس الحسن کو قانونی نوٹس بھجوایا ہے کہ وہ دو ہفتے کے اندر ”مرزائیوں کی عبادت گاہ“ میں کی گئی آئین شکن تقریر کی وضاحت کریں...؟

درخواست ہے کہ امت مسلمہ ”عقیدۂ ختم نبوت“ کے تحفظ کے لئے تمام فروعی مسائل ایک طرف رکھ کر متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہو کر قادیانیت کا مقابلہ کریں، تب ہی ہم ”ختم نبوت زندہ باد“ کی صداؤں میں مسرت کے نشاط انگیز ثمرات اپنے دامن میں سمیٹ سکتے ہیں۔

(بشکریہ ماہنامہ ”المحمر“ فیصل آباد، نومبر و دسمبر ۲۰۱۵ء)

مرزائیت اور عدالتی فیصلے!

قسط:۵

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

پیشگوئی نمبر۶:

مرزاجی کی عادت تھی جہاں کسی عورت کو حاملہ دیکھا سے رٹی، چونکہ تعبیر میں لڑکا ہونے کا الہام دھر گھسیٹے۔ مقصد یہ ہوتا کہ اگر لڑکا پیدا ہوگیا تو چاندی کھری ہے کہہ دیا مراد یہی تھا ورنہ پیشگوئی "اس، اُس، یا، یہ، یا، وہ" وغیرہ لگا کر بچ نکلنے کی تدبیر ملحوظ رکھتے۔ مگر "ومکروا ومکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین ...الآیہ" تدبیر خداوندی دیکھئے کہ خود مرزاجی کی زبان وقلم سے اس کی تمام تر تاویلات کا دروازہ بند ہوجاتا ہے اور اس کی کذب بیانی روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے۔

۲۴؍فروری ۱۹۰۶ء میں اپنے ایک مرید میاں منظور محمد کی بیوی کو حاملہ دیکھ حسب عادت مرزاجی کی شان غیب دانی جوش میں آ گئی اور کہا:

۱:... "دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اور دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے؟ تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور یہ معلوم ہوا "بشیر الدولہ" فرمایا۔ کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے، ممکن ہے کہ "بشیر الدولہ" کے لفظ سے یہ مراد ہو کہ ایسا لڑکا میاں منظور محمد کے پیدا ہوگا.... ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب اور کس وقت یہ لڑکا پیدا ہوگا... ممکن ہے کہ جلد ہو یا خدا اس میں کئی برس کی تاخیر ڈال دے۔" (الہام ۲۴؍فروری ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص:۵۹۸)

۲:... "بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا کہ: میاں منظور محمد صاحب کے گھر میں یعنی محمدی بیگم (اہلیہ منظور محمد) کا ایک لڑکا پیدا ہوگا: (۱) بشیر الدولہ، (۲) عالم کباب... اس کے بعد معلوم ہوا کہ اس لڑکے کے دو نام اور ہیں: (۱) شادی خان کیونکہ وہ اس جماعت کے لئے شادی کا موجب ہوگا، (۲) دوسرے کلمۃ اللہ خان کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جو ابتدا سے مقرر تھا۔ اس زمانہ میں پورا ہوجائے گا اور ضرور ہے کہ خدا اس لڑکے کی والدہ کو زندہ رکھے جب تک یہ پیشگوئی پوری ہو۔"

(الہام ۷؍جون ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص:۶۲۲)

ماہ فروری والی پیشگوئی بمصداق "بے پیندے کا لوٹا" ہے کسی پر کسی بھی وقت چسپاں کیا جاسکتا تھا مگر قدرت کو مرزا کی رسوائی مقصود تھی، اس لئے ماہ جون میں خوب بسط وتفصیل سے لکھوایا کہ منظور محمد سے مراد وہ شخص ہے جس کی بیوی کا نام محمدی بیگم ہے، ماں باپ کے نام کے ساتھ ساتھ لڑکے کا بھی نام متعین ہوگیا اور چار ناموں کے اسباب وعلل بھی واضح ہوگئے تاکہ آئندہ کوئی احمق کسی شک وشبہ میں مبتلا ہوکر متشابہات کی تاویل نہ گھڑے اور سب سے آخری اور بڑا جزو یہ بھی متعین ہوگیا کہ لڑکے کی والدہ محمدی بیگم اس وقت تک نہ مرے گی جب تک کہ بشیر الدولہ پیدا نہ ہوجائے، یہ سب کچھ بالہام خداوندی ہوتا طے ہے۔

مگر بدقسمتی مرزا کے حق میں ہو کہ اس حمل سے محمدی بیگم کے لڑکی پیدا ہوئی اور چند ماہ بعد ۹؍اکتوبر ۱۹۰۸ء میں خود محمدی بیگم ہی مرگئی۔ (تذکرہ، ص:۷۵۳) بشیر الدولہ اپنی تمام صفات کے ساتھ خواب وخیال میں ہی رہ گیا اور خوش قسمتی ایمان والوں کے حق میں کہ بنام الہام وہ دھوکا کھانے سے بچ گئے اور مرزا کا مفتری اور جھوٹا ہونا اللہ رب العزت کی محکم تدبیر نے واضح سے واضح تر انداز میں ثابت کردیا۔

عذر گناہ: اپنے حضرت جی کے چہرے سے بدنما داغ مٹانے کے لئے حضرت جی کے جھوٹا ثابت ہوکر مرجانے کے بعد کچھ سورما میدان میں آئے، چنانچہ جامع الہامات مرزا، ابوالفضل محمد منظور الٰہی نے اس الہام عالم کباب کو درج کرکے اس پر یہ نوٹ لکھا ہے:

"اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ یہ پیشگوئی کب اور کس رنگ میں پوری ہوگی، گو حضرت اقدس نے اس کا وقوعہ محمدی بیگم کے ذریعہ سے فرمایا تھا مگر چونکہ وہ فوت ہوچکی ہے، اس لئے اب نام کی تخصیص نہ رہی بہرصورت یہ پیشگوئی متشابہات میں سے ہے۔" (البشریٰ ص:۱۱۹،ج:۲)

احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف اللہ دتا صاحب مرزائی کو غیرت آئی اور جب کچھ نہ بن پڑا تو لکھ مارا:

"حضرت اقدس نے صاف فرمادیا ہے کہ منظور محمد کی تعیین نہیں کی جاسکتی.... پس منظور محمد سے مراد حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور بشیر الدولہ سے مراد مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں جو عالم کباب بھی ہیں۔" (احمدیہ پاکٹ بک، ص:۵۰۳)

اس جھوٹ، من گھڑت اور بے ڈھب الہام کو دیکھ کر خود بشیر الدین محمود سے جب کچھ نہ بن پڑا تو اس نے حد ہی کردی!:

"حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی (بشیر الدین محمود) نے ایک موقع پر اس الہام کی تشریح فرماتے ہوئے فرمایا: ایک کلمہ (کلمۃ اللہ)

سے مراد تو پیر منظور محمد صاحب کی وہ کتاب ہے جو انہوں نے مصلح موعود کے متعلق لکھی.... باقی اس الہام سے یہ بھی ظاہر ہورہا تھا کہ پیر صاحب کے ہاں لڑکا نہیں ہوگا۔“ (حاشیہ تذکرہ ص:۶۲۳)

جواب:

جواب میں ”عذر گناہ بدتر از گناہ“ کہہ دینا ہی کافی وافی ہے۔ مرزائی سورماؤں نے مخبوط الحواس ہوکر جو دل میں آیا کہہ دیا، ماں باپ بیٹا، والدہ (محمدی بیگم) کی زندگی، بچہ کی پیدائش، سب کچھ متعین از روئے الہام ہونے کے باوجود ایک نے متشابہات کہہ دیا۔ دوسرے نے غضب کیا کہ خود مرزا ہی کو منظور محمد اور بشیر الدین کو ”بشیر الدولہ“ بنا کر متشابہات ماننے والے کے منہ پر طمانچہ رسید کیا کہ جہاں سب کچھ متعین ہو اسے متشابہات نہیں کہا کرتے اور تیسرے یعنی صاحبزادے نے اپنے بزرگوں کی سمجھ دانی کی ایسی تیسی کر دی بلکہ اپنے ابا (مرزا) حضور کی نا سمجھی بھی واضح کر دی جو کہ الہام سے ”لڑکا“ پیدا ہونا سمجھ بیٹھے تھے اور بتایا کہ اس الہام سے مراد لڑکا لڑکی نہیں بلکہ کتاب مراد ہے۔ سچ ہے:

”اگر پدر نتواند پسر تمام کند“

مگر ابا (مرزا) جی تو فرمانے بھر کر اب بھی اپنی کتابوں میں یوں گویا ہیں کہ اے جھوٹ کو سچ بنانے کی فکر بے سود کرنے والی امت سن!

”ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی۔“

(مجموعہ اشتہارات ص:۱۴۳، ج:۱)

لہٰذا جو کچھ مرزا نے متعین کر دیا اس کے خلاف تاویل ہرگز مسموع نہیں اور مرزا بہر صورت جھوٹا ثابت ہوتا ہے اور جب کہ بشیر الدین محمود اس الہام سے ۱۷ برس قبل پیدا ہو چکا تھا اور مرزا خود ہی ملہم تھا پھر بھی اسے مصداق نہ بنایا تو اب اسے مصداق ٹھہرانا عقل سے یقیناً کورا ہونے کی دلیل ہے۔

پیشگوئی ۸ نمبر:

مئی ۱۹۰۴ء میں اپنی بیوی کو حاملہ دیکھ کر مرزا قادیانی نے پیشگوئی کی:

(۱) ”دُختِ کرام.... (۲) شوخ وشنگ لڑکا پیدا ہوگا۔“ (تذکرہ ص:۵۱۳)

شانِ خداوندی کہ اس حمل سے ایک ماہ بعد ۲۴؍جون ۱۹۰۴ء کو لڑکی پیدا ہوئی اور وہ شوخ وشنگ لڑکا نہ اس حمل سے پیدا ہوا نہ اس کے بعد حمل سے، مرزا ۱۹۰۸ء میں خود ہی مر گیا اور اس کی یہ پیشگوئی صاف وصریح جھوٹ نکلی۔

پیشگوئی ۹ نمبر:

مرزا نے اپنے چوتھے لڑکے مبارک احمد کو مصلح موعود ”عمر پانے والا“ وغیرہ الہامات کا مصداق ٹھہرایا تھا، مگر وہ نابالغی کی حالت میں ہی مر گیا، اس کے مرنے کے بعد جب ہر طرف مرزا پر ملامتوں اور اعتراضات کی بارش ہونے لگی تو مریدوں کی تسلی کے لئے اس نے پھر سے الہامات گھڑنے شروع کردیئے، جس میں سے ایک الہام یہ ہے:

”انا نبشرک بغلام حلیم“

(الہام ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء، تذکرہ ص:۷۳۰)

”آپ کے لڑکا پیدا ہوا ہے یعنی آئندہ کے وقت پیدا ہوگا“ انا نبشرک بغلام حلیم ”... ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں... ”ینزل منزل المبارک“... وہ مبارک احمد کی شبیہ ہوگا...“ (تذکرہ ص:۷۳۵)

ان دونوں الہامات میں ۲۱؍اکتوبر ۱۹۰۷ء کے بعد ایک لڑکے کی پیدائش کی صاف پیشگوئی کی گئی ہے، نیز یہ بھی وضاحت کردی گئی ہے کہ وہ پیدا ہونے والا لڑکا مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ مگر ہوا یہ کہ مرزا کے گھر ان الہامات کے بعد کوئی لڑکا پیدا ہی نہ ہوا وہ خود بھی ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو دنیا پاک کر گیا اور یہ سارے الہامات افترا علی اللہ ثابت ہوئے۔

پیشگوئی ۱۰ نمبر:

مرزا قادیانی نے اپنی عادت کے مطابق اپنی عمر سے متعلق ”یا“ ”یاوہ“ وغیرہ لگا کر پیشگوئی کی مگر قدرت خداوندی کو مرزا کی رسوائی ہی مقصود تھی، اس لئے نہایت ہی واضح انداز میں اس کی اس پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کر دکھایا۔ مرزا لکھتا ہے:

”خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئی سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی ۸۰ برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔“

(تریاق القلوب، خزائن ص:۱۵۲، ج:۱۵)

”میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے جب تک میں سب کچھ پورا کرلوں۔“ (تحفہ الندوہ، خزائن ص:۹۳، ج:۱۹)

”اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر ۷۴ اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔“

(براہین احمدیہ، خزائن ص:۲۵۹، ج:۲۱)

اول تو ”یہ“ ”یا“ ”یا“ کی گردان ہی مرزا قادیانی کی جہالت کا بین ثبوت ہے، عظیم الشان اور اس میں اس قدر جہالت! یقیناً یہ پیشگوئی خدا کی جانب سے نہیں۔ تاہم مرزا نے پورے وثوق کے ساتھ اور وہ بھی مخالفین کے سامنے بطور دلیل جو لکھا ہے کہ میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے، یہ پیشگوئی روز روشن کی طرح جھوٹی نکلی۔ خود مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق اس کی پیدائش ۴۰-۱۸۳۹ء میں سکھوں کے آخری دور میں ہوئی (کتاب البریہ، خزائن ص:۱۷۷، ج:۱۳) اور

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں ۶۸ یا زیادہ سے زیادہ ۶۹ سال کی زندگی پا کر وبائی ہیضے کا شکار ہو کر نہایت عبرت ناک موت مر گیا اور جھوٹا اور مفتری علی اللہ ثابت ہو کر آئندہ لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان قائم کر گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

مرزا کے مرنے کے بعد مرزائیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے، کسی نے کہہ دیا مرزا کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی (سیرۃ المہدی، ص:۳۹، ج:۱) کسی نے سن پیدائش اس سے بھی کم لکھ مارا (مجدد اعظم ص:۱۶، ج:۱) مگر اللہ رب العزت نے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایسے ایسے انتظامات کئے ہیں کہ خدائی تدبیر کے آگے کسی ایک کی نہیں چلتی اور وہ یہ کہ نہ صرف مرزا کے قلم سے بار بار بلکہ مورخین مرزائیت کے قلم سے بھی متعدد بار اور نہایت واضح انداز میں لکھوادیا کہ مرزا کی پیدائش ۴۰۔۱۸۳۹ء میں ہی ہوئی، لہٰذا اس کے خلاف کچھ کہنا مرزا کو ایک بار اور جھوٹا کہنا ہے۔ ملاحظہ ہوں وہ تحریرات درج ذیل ہیں۔

۱:... مرزا نے خود اپنے قلم سے اپنی سن پیدائش اس وقت لکھی جب کہ وہ بقول خود مجدد، مسیح موعود، مثیل اور مہدی یہاں تک کہ نبی بھی بن چکا تھا۔ لہٰذا اس کے خلاف کوئی تاویل مرزا کی تحریروں میں تحریف کہلائے گی:

"میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا۔" (کتاب البریہ، خزائن، ص:۱۷۷، ج:۱۳، اخبار بدر قادیان، ۸ راگست ۱۹۰۴ء)

۲:... علاوہ ازیں مرزا نے اپنی یہ تاریخ پیدائش 'دتاولی'.. نامی ایک شخص کی فرمائش پر لکھی ہے جس نے اپنا مقصد یہ بیان کیا تھا کہ وہ اپنی کسی کتاب میں مرزا کی یہ خود نوشت سوانح داخل کرے گا۔ ظاہری سی بات ہے کہ کسی کی فرمائش پر اور ہوش حواس میں رہتے ہوئے آدمی جب کچھ لکھے گا تو سوچ سمجھ کر اور درست بات لکھے گا۔ اس قدر تاکیدی پہلو ہوتے ہوئے بھی مرزا کی کسی تحریر کو غیر معتبر قرار دینے کا مطلب یہ ہوگا کہ مرزا کی ساری تحریریں غیر معتبر قرار پائیں گی۔

۳:... مرزا نے اپنے والد غلام مرتضیٰ کے انتقال کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

"میری عمر قریباً چونتیس سال یا پینتیس برس کی ہوگی جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔" (کتاب البریہ، خزائن، ص:۱۹۴، ج:۱۳)

اور غلام مرتضیٰ کا انتقال بقول مرزا ۱۸۷۴ء میں ہوا۔ (نزول المسیح، خزائن، ص:۴۹۵، ج:۱۸) اس حساب سے بھی مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش ۴۰۔۱۸۳۹ء ہی بنتی ہے۔

۴:... حکیم نورالدین نے اپنی کتاب "نورالدین" کے صفحہ ۱۷۰ پر لکھا ہے:

"سن پیدائش حضرت صاحب مسیح موعود ومہدی مسعود ۱۸۳۹ء ہے۔"

۵:... اخبار پیغام صلح مورخہ ۳۱ رجولائی ۱۹۲۳ء میں ہے:

"اس فرقہ (احمدیہ) کے بانی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں... آپ ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوئے۔"

۶:... کتاب "منظور الٰہی" کے صفحہ ۲۵۱ پر ۱۶ رمئی ۱۹۰۱ء میں عدالت گورداسپور میں دیا گیا مرزا کا ایک بیان درج ہے:

"اللہ تعالیٰ حاضر ہے میں سچ کہوں گا میری عمر ساٹھ سال کے قریب ہے۔"

۱۹۰۱ء کے اس عدالتی بیان سے بھی مرزا کی پیدائش کی تاریخ ۴۰۔۱۸۳۹ء ہی بنتی ہے۔

۷:... سیرت المہدی ص:۲۷۳ پر لکھا ہے:

"حضرت مسیح موعود فرماتے تھے جب سلطان احمد پیدا ہوا اس وقت ہماری عمر صرف ۱۹ سال کی تھی۔"

اور سیرت المہدی، ص:۳۱۵، ج:۱ پر مرزا سلطان احمد کی پیدائش ۱۸۵۶ء بتائی گئی ہے، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہی ہے۔

۸:... اور ان سب پہ بھاری سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ مرزا کی حیثیت دیکھی جائے جس کا وہ مدعی ہے اس کے تناظر میں یہ دیکھا جائے کہ خود مرزا نے اپنی پہلی لکھی ہوئی تاریخ پیدائش کی تغلیط بھی نہیں کی تو آج مرزائیوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کی تحریر میں تصحیح کرتے پھریں؟

ان تمام حوالوں سے یہ ثابت ہو گیا مرزا کی کل عمر ۶۹۔۶۸ سال بنتی ہے۔ وحی کے الفاظ ۷۴ اور ۸۶ افتراً علی اللہ ثابت ہوئے اور مرزا اپنی اس پیشگوئی میں جھوٹا ثابت ہوا۔ (جاری ہے)

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

بقیہ: ....اداریہ

جدوجہد میں حصہ لیا۔ صدر ایوب خان اور یحییٰ خان کے دور میں قید و بند کے مراحل سے گزرا، بالخصوص یحییٰ خان کے مارشل لاء میں ڈیرہ اسماعیل خان کی جیل میں بیتے ہوئے لمحات یادرہیں گے۔ جب جون، جولائی اور اگست کی گرمی میں ہم پھانسی پانے والوں کی کوٹھڑیوں میں بند گویا موت وزیست کی کشمکش میں وقت گزارتے تھے۔ دینی محاذ پر اس ملک میں اسلام اور مسلمانوں کے مستقبل کے لئے جو فتنے خطرہ بنے ہوئے ہیں ان میں سرفہرست منکرین ختم نبوت اور مرزا قادیانی کی روحانی ذریت ہے، جو اسلام کے لبادہ میں امت مسلمہ کی مرکزیت کو سبوتاژ کرنے پر کمربستہ ہیں جنہیں مغربی استعمار کی سرپرستی حاصل ہے اور وہ فرزندان اسلام کے دینی مستقبل کے لئے سب سے زیادہ مہلک قوت کے طور پر مصروف کار ہیں۔ اس فتنے کی سرکوبی میں حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ کے ساتھ جو کردار ادا کیا، اسے سرمایہ نجات سمجھتا ہوں۔ ۷۴-۱۹۷۳ء میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی سینٹرل باڈی کا رکن رہا، پورے ملک میں اس حوالہ سے ہونے والے جلسوں، کانفرنسز میں شرکت ہوتی رہی۔ پشاور سے کراچی اور کوئٹہ سے کشمیر تک ختم نبوت کانفرنسز میں شرکت کی۔ ۶؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں راولپنڈی کے اس اجلاس میں بھی شریک تھا، جس کے اگلے روز ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ تسلیم اور اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور امت مسلمہ کی تقریباً ایک صدی کی تاریخی کاوشیں بارآور ہوئیں۔ اسی طرح ۱۹۸۴ء تا ۱۹۸۶ء عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہونے والی مساعی میں شامل رہا۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی سربراہی میں قائم مجلس عمل کا مرکزی رکن رہا۔ چاروں صوبوں میں ہونے والے اجتماعات میں شرکت اور تحریک کو موثر ونتیجہ خیز بنانے میں شب وروز کوشاں رہا۔ ۱۶؍فروری ۱۹۸۶ء کو اسلام آباد پہنچ کر اسمبلی ہال کے سامنے مطالبات کے حق میں مظاہرہ کی ترغیب دی۔ کوئٹہ، حیدرآباد، کراچی، پشاور، ملتان، لاہور، سکھر اور دیگر مرکزی مقامات پر ہونے والی کانفرنسز میں لوگوں سے وعدہ لیا کہ وہ اسلام آباد پہنچ کر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تجدید عہد اور ملی مرکزیت کا مظاہرہ کریں۔ لوگ انتہائی تکلیف دہ مشکلات کو عبور کر کے پہنچے مگر بدقسمتی سے کچھ لوگوں نے..... اس وقت کے بے بس وزیراعظم محمد خان جونیجو کے ساتھ مذاکرات کی میز پر بازی ہار دی اور حکمران کی ساحری ہماری تمام جدوجہد کو ہڑپ کرگئی۔ سرکار کے جھوٹے وعدوں پر یقین کر کے مظاہرہ ملتوی ہوگیا.....''

حضرت شاہ صاحبؒ ایک مدت سے عارضہ قلب اور شوگر میں بھی مبتلا چلے آرہے تھے۔ صبح اچانک طبیعت بگڑ گئی، آپ کو قریبی ہسپتال لے جایا گیا، لیکن آپ کی روح قفس عنصری سے پہلے ہی عالم بالا کو جا چکی تھی۔ رات آٹھ بجے نماز جنازہ کا اعلان ہوا، آپ کی نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ نے پڑھائی، جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کی جملہ حسنات ومساعی کو شرف قبولیت عطا فرمائیں، آپ کی جملہ سیئات کو مبدل بحسنات فرمائیں اور آپ کو جنت الخلد کا مکین بنائیں اور امت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائیں۔ قارئین سے حضرت شاہ صاحبؒ کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

خطیب العصر حضرت مولانا سید عبدالمجید شاہ ندیمؒ بھی چل بسے۔ موصوف تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خان کے رہنے والے تھے۔ اللہ پاک نے لحن داؤدی سے سرفراز فرمایا۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد تنظیم اہلسنت پاکستان میں شامل ہوگئے۔

تنظیم اہلسنت پاکستان کی بنیاد ذوالحجہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۴۳ء رکھی گئی۔ جناب محمود خان لغاری صدر چنے گئے، جبکہ سردار محمد علی خان نائب صدر، سردار احمد خان ناظم، مولانا مشتاق احمد فاضل دیوبند، مولانا شیخ محمد عبداللہ فاضل دیوبند، حاجی یار محمد کوٹلہ مغلاں، رکن اور مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری مہتمم مقرر ہوئے۔

آگے چل کر تنظیم اہلسنت میں حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا قائم الدین عباسیؒ (والد محترم مولانا یحییٰ عباسی جتوئی) علامہ عبدالستار تونسویؒ، مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا عبدالعزیز بھی مبلغ بنے۔ حضرت قبلہ ندیم شاہؒ اور آپ کے برادر نسبتی مولانا قاری عبدالکریم شاہ اس قافلہ حق وصداقت میں شامل ہوگئے۔ وہ شاہ صاحبؒ کی جوانی کا دور تھا، اللہ پاک نے بلا کا گلا عطا فرمایا اور بولنے کا طریقہ وسلیقہ بھی، ملک بھر میں آپ کی تقاریر ہونے لگیں۔ اللہ پاک نے قبولیت عامہ سے سرفراز فرمایا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زمانہ میں شیعہ سنی نصاب کے حوالہ سے تنظیم اہلسنت میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ، مولانا سید عبدالمجید ندیم اور دیگر کئی ایک مبلغین نے مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے نام سے علیحدہ تنظیم بنائی۔ مولانا دین پوریؒ صدر، ندیم شاہ ناظم اعلیٰ چنے گئے۔ دونوں چوٹی کے خطیب حقوق اہلسنت کے تحفظ کے لئے شہر شہر قریہ قریہ پھرے اور عقائد اہلسنت سنیوں کے سینوں میں جاگزیں کرتے رہے۔

شاہ صاحب نے پوری دنیا میں دعوت وتبلیغ کا کام کیا۔ مدارس عربیہ کے سالانہ جلسوں میں بلبل بستان رسول بن کر چمکتے۔

خطیب العصر

حضرت مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ نے الگ ہوکر مجلس علماء اہلسنت کے نام سے نئی تنظیم بنائی تو شاہ صاحب دل برداشتہ ہوکر تمام جماعتوں سے گوشہ نشین ہوگئے۔ اندرون ملک کے بجائے بیرون ملک تبلیغی دورے بڑھ گئے۔

آپ کا اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نوراللہ مرقدہ سے تھا۔ حضرت والا نے انہیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ میں لے لیا۔ یوں مجلس کے قریب ہی نہیں بلکہ مجلس کے اندر آگئے۔

ملتان میں آپ کا ایک نوجوان بیٹا قتل ہوگیا، جس کی جدائی پر پریشانی طبعی امر تھی تو راولپنڈی کے کسی معتقد نے انہیں بنگلہ رہائش کے لئے دے دیا۔ بنگلہ کے متصل قطعہ اراضی پر مسجد و مدرسہ قائم کئے۔

سیاسی طور پر مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی سیاسی بصیرت کے گرویدہ ہوکر جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ غالباً جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے رکن بھی بنادیئے گئے تو آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام آپ کی جماعتیں تھیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے اجلاسوں میں شرکت فرماتے اور اپنی خداداد بصیرت سے مفید مشوروں سے بھی نوازتے۔

ختم نبوت کانفرنسوں میں بھی شرکت فرماتے۔ دل کے مریض ہونے کی وجہ سے ان کی خواہش ہوتی کہ انہیں سب سے پہلے ٹائم دیا جائے۔ صاحب دعوت کی ضرورت آخری خطاب کی ہوتی، کچھ عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے۔ علالت کے باوجود آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر منعقدہ ۲۹، ۳۰ اکتوبر ۲۰۱۵ء میں شریک ہوئے اور خطاب لاجواب بھی فرمایا اور اس خطاب میں فرمایا کہ شاید آئندہ سال ملاقات نہ ہوسکے امسال مرکزی شوریٰ کا اجلاس بھی کانفرنس کے موقع پر ۳۰ اکتوبر کو رکھا گیا۔ ایک ہی سفر میں کانفرنس اور شوریٰ دونوں کے اجلاسوں میں شرکت فرمائی۔

پشاور سے آپ کے میزبان جناب شیر محمد لالی نے ۹ بجے کے قریب فون پر بتلایا کہ شاہ صاحب انتقال فرماگئے۔ بندہ شجاع آباد سے ملتان آیا پہنچتے پہنچتے تاخیر ہوگئی۔ حضرت مولانا عزیزالرحمن جالندھری دامت برکاتہم سے ملاقات ہوئی جو جنازہ میں شرکت کا ارادہ کئے بیٹھے تھے، لیکن حساب لگایا تو جنازہ میں شرکت نہیں ہوسکتی تھی تو ارادہ کے باوجود جنازہ میں شرکت نہ ہوسکی۔

غسل دینے والوں میں آپ کے پشاور کے میزبان جناب شیر محمد لالی سرفہرست تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند مولانا سید فیصل ندیم نے کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد، مولانا زاہد وسیم مبلغ راولپنڈی نے کی اور آپ کو گلزار قائد راولپنڈی کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ وبرد مضجعہ. آمین یا اللہ العالمین ☆☆

جاوید احمد غامدی

سیاق وسباق کے آئینہ میں

سولہویں قسط
حضرت مولانا فضل محمد مدظلہ

موسیقی کے بارے میں علماء احناف کا فتویٰ

پہلے بھی لکھا جاچکا ہے کہ ایک موسیقی ہے جو باجوں طبلوں کے ساتھ ہوتی ہے جو آج کل معروف ہے، یہ سب کے نزدیک حرام ہے۔ لوگوں کو التباس اس سے پیدا ہوجاتا ہے کہ صوفیوں کے محافل سماع پر بھی موسیقی کا گمان ہوجاتا ہے۔ مسئلہ سماع میں تو اختلاف ہے، مگر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ غناء ومزامیر میں بھی اختلاف ہے، یہ خیال غلط ہے۔ دوسرا التباس مجرد اشعار گانے سے بھی پیدا ہوجاتا ہے، اس کو بھی گانا کہا جاتا ہے، حالانکہ تنہا آدمی مجرد اشعار گاتا ہے اور وحشت دور کرتا ہے، اس کے جواز میں بھی اختلاف نہیں ہے، اگرچہ مالکیہ اس کو بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ اب علماء احناف کے مختصر فتاویٰ کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے، تاکہ مسئلہ صاف ہوجائے۔

بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ کا فتویٰ:

جس مغنی (گویے) کے گرد لوگ گانے سے مزے لینے کے لیے جمع ہوجاتے ہوں وہ عادل نہیں، خواہ شراب نہ بھی پیتا ہو، کیونکہ وہ بدکاروں کا سرغنہ ہے۔ البتہ اگر وہی تنہائی میں وحشت دور کرنے کے لیے گائے تو کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ مجرد اشعار کے سماع سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے، البتہ فاسقانہ انداز میں مزے اُڑانے کو حلال نہیں کہا جاسکتا ہے۔ رہا وہ شخص جو کسی آلۂ موسیقی سے شغل کرتا ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ آلہ فی نفسہ برا ہے یا نہیں؟ اگر فی نفسہ برا نہ ہو جیسے بانس اور دف تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور وہ شخص عادل ہی رہے گا اور اگر وہ آلہ شنیع اور برا ہو جیسے عود اور باجے وغیرہ تو اس شخص کی عدالت ختم ہوجائے گی، کیونکہ یہ (عود، وغیرہ) کسی حالت میں بھی جائز نہیں ہیں۔ (بدائع الصنائع، ج:۶، ص: ۲۶۹)

خلاصۃ الفتاویٰ کا فتویٰ:

علامہ محمد طاہر بن احمد بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فتاویٰ میں ہے کہ ملاہی جیسے بانسری وغیرہ کی آواز سننا حرام ہے، اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ استماع ملاہی یعنی موسیقی سننا گناہ ہے اور اس کے لیے اہتمام سے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوز ہونا کفر ہے (زجراً وتوبیخاً)۔" (خلاصۃ الفتاویٰ، ج:۴، ص:۳۵۴)

صاحب ہدایہ علی بن ابی بکر رحمہ اللہ کا فتویٰ

"صاحب ہدایہ شیخ الاسلام علی بن ابی بکر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مغنی (گویے) کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ لوگوں کو گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے لیے اکٹھا کرتا ہے۔" (الہدایہ، کتاب الشہادات، ج:۳، ص:۱۶۳)

اوپر کی عبارت کی شرح میں صاحب فتح القدیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: فقہاء نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ لہو ولعب کے لیے یا مال کمانے کے لیے گانا گانا حرام ہے۔

البحرالرائق میں ابن نجیم رحمہ اللہ کا فتویٰ

فتح القدیر کی اوپر والی عبارت کی مزید تشریح وتفصیل میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: بزازی رحمہ اللہ نے "مناقب" میں ایسے گانے کی حرمت پر اجماع نقل کیا ہے جو آلات موسیقی جیسے: عود وغیرہ کے ساتھ گایا جائے۔ غناء مجرد (خالی گانے) کے بارے میں اختلاف ہے۔ شارحین نے اس بارے میں (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وصاحبین رحمہما اللہ سے) کوئی تصریح نقل نہیں کی ہے، البتہ "بنایہ" اور "نہایہ" میں ہے کہ لہو ولعب کے لیے گانا گانا تمام آسمانی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ اس روایت کی عربی عبارت اس طرح ہے: "الغناء حرام في الأديان كلها" (البحرالرائق، ج:۷، ص:۹۶)

خلاصۂ کلام

۱:- مذہب حنفی کی روایات اور مشائخ حنفیہ کے اقوال کا خلاصہ یہ نکلا کہ احناف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو آلات گانے کے بغیر بھی کیف ومستی پیدا کرتے ہوں وہ حرام ہیں، اسی حرمت میں وہ "دف" بھی داخل ہے جس میں گھنگھرو لگے ہوں۔ (کذافی البحرورد المحتار)

۲:- مندرجہ ذیل چند شرائط کے ساتھ اپنے لیے گانا یعنی محض اشعار سننا جائز ہے:

پہلی شرط یہ ہے کہ گانا محض لہو ولعب کے لیے نہ ہو بلکہ اچھا مقصد پیش نظر ہو، مثلاً: تنہائی میں وحشت دور کرنا، اونٹ کے لیے حدی خوانی کرنا، مسافت طے کرنا یا بچے کو سلانا مقصود ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ گانا پیشہ ور مغنیوں اور قواعد موسیقی کا خیال رکھتے ہوئے نہ گایا جائے۔

تیسری شرط یہ ہے کہ اشعار کے مضمون میں کوئی مکروہ یا حرام بات نہ ہو، مثلاً: کسی کی غیبت واستہزاء مقصود نہ ہو۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ گانے کی عادت نہ بنائی جائے بلکہ کبھی کبھار گایا جائے اور خیال رکھا جائے کہ اس کی وجہ سے کوئی واجب امر ترک نہ ہو یا کسی گناہ میں ابتلاء نہ ہوجائے۔ (اسلام اور موسیقی، ص:۲۷۶)

موسیقی کے بارے میں شوافع کا فتویٰ

شوافع کے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اجنبی عورت یا امرد سے گانا سننا خواہ موسیقی کے بغیر ہی کیوں نہ ہو قطعاً حرام ہے، چنانچہ شیخ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ جو شافعی مکتب فکر کے عالم ہیں حرمت غناء پر اپنی مشہور کتاب "کف الرعاع عن مسئلة الغناء" میں لکھتے ہیں: کسی آزاد عورت یا اجنبی باندی کا گانا سننا ان لوگوں کے بقول ہمارے ہاں بھی حرام ہے جو یہ کہتے ہیں کہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے، خواہ فتنہ کا اندیشہ ہو یا نہ ہو۔ (بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص:۲۷۸)

قاضی ابوطیب رحمہ اللہ نے جو فقہاء شافعیہ کے امام ہیں، اپنے مشائخ سے نقل کیا ہے کہ اجنبی عورت سے گانا سننا ہر حالت میں حرام ہے، خواہ عورت پردے کے پیچھے ہی کیوں نہ بیٹھی ہو۔ قاضی ابوالحسین رحمہ اللہ نے بھی اجنبی عورت سے گانا سننے کی حرمت کی تصریح کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

امام اذرعی رحمہ اللہ تفصیل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اجنبی عورت یا امرد لڑکے سے گانا سننا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ (حوالہ بالا)

علمائے شافعیہ کا اتفاق ہے کہ جو غناء کسی واجب کے ترک کا سبب بنے یا جس کے ساتھ کوئی حرام یا مکروہ چیز مل جائے وہ حرام ہے۔ (کف الرعاع واحیاء علوم الدین)

شوافع علماء کے نزدیک یہ بات بھی متفق علیہ ہے کہ جو آلات گانے کے بغیر بھی کیف و مستی پیدا کریں اور جنھیں بالعموم پیشہ ور گویے ہی استعمال کرتے ہوں ان کا استعمال حرام ہے۔ (احیاء علوم الدین)

شوافع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صاف ستھرے مضامین پر مشتمل اشعار کو خوش الحانی اور حسن صوت کے ساتھ پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ پیشہ ور گویوں کی طرح بے جا تکلف سے کام نہ لیا جائے اور نہ ہی اتار چڑھاؤ، آہنگ کے زیر و بم اور موسیقی کے فنی قواعد کا بقصد و اختیار اہتمام کیا جائے۔ یہی ان احادیث کا محمل ہے جن سے گانے کی اباحت معلوم ہوتی ہے اور جن میں حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اشعار کا گانا سننا ثابت ہوتا ہے۔ (کف الرعاع بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص:۲۸۱)

خلاصہ یہ کہ شوافع کے ہاں مزامیر کے ساتھ موسیقی مطلقاً حرام ہے۔ یاد رہے اردو میں صرف اشعار پڑھنے کو بھی گانا گانے سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ گانا بجانا ایک ایسا لفظ ہے جو خالی اشعار پڑھنے پر نہیں بولا جاتا ہے، بلکہ باجے اور سارنگی طبلے کا پورا مفہوم اس میں پڑا ہے، اس سے غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں ہے کہ صحابہؓ نے گانا سنا ہے، کیونکہ وہ صرف اشعار کے گائے جانے کا اطلاق ہے جو وحشت دور کرنے کے لئے یا فن ادب میں مہارت پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے جو جائز ہے۔ اسی طرح لفظ سماع بار بار استعمال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کے جواز میں اختلاف ہے، تو یاد رکھنا چاہیے کہ سماع صوفیاء کے ہاں الگ چیز ہے، اس کا معروف گانوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، پھر بھی جمہور کے نزدیک ممنوع ہے۔ بعض اس کے جواز کے قائل ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے سماع کے بارے میں خوب فیصلہ سنایا ہے، فرمایا کہ: "سماع کی کامل کو ضرورت نہیں، ناقص کو اجازت نہیں۔"

موسیقی کے بارے میں مالکیہ کا فتویٰ

فقہ مالکیہ کی مشہور کتاب "المدونة" میں ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ دف اور باجے کو شادی بیاہ کے موقع پر بھی مکروہ سمجھتے تھے۔ میں نے خود امام مالک رحمہ اللہ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو انہوں نے اس کی تضعیف کی تھی اور اسے ناپسند کیا تھا۔ "المدونة" کتاب ہی میں "کتاب الشهادات" کے تحت لکھا ہے: "نوحہ کرنے والی یا گانا گانے والی عورت کے بارے میں، میں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اس کے سوا کچھ نہیں سنا کہ اگر وہ ان کاموں میں مشہور ہوں تو ان کی شہادت و گواہی قبول نہ کی جائے۔ (بحوالہ اسلام اور موسیقی، ص:۲۹۸)

مالکی مذہب کے مشہور عالم علامہ شاطبی رحمہ اللہ "کتاب الاعتصام" میں لکھتے ہیں کہ جہاں تک اشعار کا معاملہ ہے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ آدمی کے لئے ایسے اشعار پڑھنا جائز ہیں جو فحش گوئی اور دوسری معصیتوں سے خالی ہوں۔ اسی طرح دوسرے شخص سے سننا اس حد تک جائز ہے جس حد تک رسول اللہ ﷺ کے سامنے اشعار سنائے گئے ہیں یا صحابہ کرامؓ، تابعین عظامؒ اور دوسرے بزرگان دین کا اس

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

بارے میں عمل رہا ہو، کیونکہ (خیر القرون میں) اشعار ہمیشہ کچھ فوائد اور منافع کے لئے ہی پڑھے اور سنے جاتے تھے، جن میں چند فائدے درج ذیل ہیں:

ا:.....رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے کفار و مشرکین کو جواب دینا۔

۲:.....اپنی ضروریات اور حاجات کو اشعار میں بیان کیا کرتے تھے اور انہیں پورا کرنے کے لئے اشعار کو ذریعہ بنایا کرتے تھے۔

۳:.....سفر جہاد میں سفر کو مختصر کرنے کے لئے اور میدان جنگ میں دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے پڑھتے تھے۔

۴:.....اپنے آپ اشعار سے وعظ حاصل کرنے کے لئے اور دوسروں کو نصیحت کے لئے اور حکمتوں سے بھرے اشعار سے فائدہ لینے کے لئے پڑھا کرتے تھے، پھر وہ لوگ آواز بنا بنا کر اور خوبصورت دُھنوں کا لحاظ رکھ کر نہیں گایا کرتے تھے، بلکہ محض فطری سادگی کے ساتھ بناوٹ اور تصنع کے بغیر پڑھا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں آنے والوں کی روش کو علماء مکروہ کہتے تھے، حتیٰ کہ جب امام مالک ؒ سے اہل مدینہ میں رائج غناء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: یہ تو فساق کا شیوہ ہے۔ (اسلام اور موسیقی، ص:۲۹۸،۲۹۶)

موسیقی کے بارے میں علماء حنابلہ کا فتویٰ

علامہ ابن الجوزی ؒ نہایت واضح انداز میں لکھتے ہیں کہ: باقی رہا وہ گانا جو آج کل معروف و مشہور ہے امام احمد بن حنبل ؒ کے نزدیک ناجائز ہے، اگر ان کو معلوم ہوتا کہ لوگوں نے اس معاملے میں کیا کیا جدتیں پیدا کی ہیں تو خدا جانے وہ کیا حکم دیتے۔
(تلبیس ابلیس، ص:۲۹۷)

علامہ ابن جوزی ؒ مزید لکھتے ہیں کہ: گانے کے بارے میں فقہاء حنابلہ کا قول یہ ہے کہ مغنی اور رقاص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔
(بحوالہ اسلام اور موسیقی:۳۱۵)

مشہور حنبلی عالم علامہ علی بن سلمان مرادی مختلف فقہاء حنابلہ کے اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں: مصنف رعایہ لکھتے ہیں کہ ایسا گانا اور نوحہ سننا جو آلات موسیقی کے ساتھ نہ ہو مکروہ ہے اور جو آلات موسیقی کے ساتھ ہو وہ حرام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ گانے کا سننا آلات موسیقی کے بغیر خواہ مرد سے ہو یا عورت سے ہو مطلقاً حرام ہے۔ اگر کوئی شخص گانے پر مداومت اختیار کرے یا اس کو اپنا پیشہ بنالے یا اپنے غلام یا باندی کو بطور مغنی استعمال کرے اور لوگ اکٹھے ہوتے ہوں تو ایسے شخص کی شہادت مردود ہے۔
(الانصاف، ج:۶، ص:۵۰)

مجموعۃ الحفید، صفحہ:۱۹۹ پر لکھا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ تمام بلاد اسلامیہ کے علماء کا غناء و مزامیر کی کراہت اور ممانعت پر اجماع ہے، لہٰذا اس کے جواز اور رخصت کا دعویٰ وہی شخص کرسکتا ہے جو قلت علم یا جہل مرکب اور خواہشات نفسانی کا شکار ہو۔
(اسلام اور موسیقی:۳۱۷)

آلات موسیقی کے بارے میں حنابلہ کا موقف بہت سخت ہے۔ خود امام احمد ؒ نے ایک لڑکے کے ہاتھ میں طنبورہ دیکھا تو چھین کراسے توڑ دیا۔ عمرو بن صالح ؒ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل ؒ کو دیکھا جب ان کے پاس ایک کھلا ہوا ستار لے جایا جارہا تھا تو آپ نے کھڑے ہوکراسے توڑ دیا۔

ابوبکر مروزی ؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے طنبورہ توڑنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں اسے توڑ دیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا کہ وہ چھوٹا طنبورہ بھی جو چھوٹے بچوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے، فرمایا: ہاں! وہ بھی توڑا جائے گا، جب بھی طنبورہ کھلا ہوا نظر آجائے تو اسے توڑ دو۔ (اسلام اور موسیقی، ص:۳۲۳)

یحییٰ بن یزدان کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل ؒ سے سوال کیا کہ ایک شخص عود، ستار طنبورہ، بانسری بجاتا ہے، کیا اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی؟ اور اگر معاملہ سلطان تک پہنچ جائے تو کس حد تک تعزیر دی جاسکتی ہے؟ امام احمد بن حنبل ؒ نے جواب میں فرمایا: ہاں! اس کی تادیب کی جائے گی اور میں سمجھتا ہوں کہ تعزیر دس کوڑوں سے زیادہ نہ ہو۔ (اسلام اور موسیقی، ص:۳۲۴)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ گانا گانے کے لئے کبھی کبھی لفظ مکروہ استعمال کیا جاتا ہے تو اب یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ لفظ مکروہ کی کیا حیثیت ہے؟ متقدمین کے نزدیک اس کا کیا مفہوم تھا اور متأخرین کے نزدیک کیا مفہوم ہے؟ علامہ ابن قیم ؒ نے اس پر عمدہ کلام کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: امام احمد ؒ کے کلام میں ”اکـــرھـــہ“ اور

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

"لاٰیعجبنی" کے الفاظ حرام کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور یہ استعمال بہت زیادہ ہے۔ فقہ حنبلی میں ایک چیز صریح حرام ہوتی ہے، لیکن امام احمد بھی اس کو مکروہ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں تو اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ اس نے غناء و مزامیر کو مکروہ لکھا ہے یا کسی اور امام نے مکروہ کے نام سے یاد کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے حرمت غناء مراد لی جاتی ہے۔ (اسلام اور موسیقی، ص:۳۲۰)

آمدم برسر مطلب:

تصاویر اور موسیقی سے متعلق غامدی صاحب نے اپنے منشور ص:۱۳ پر جو لکھا ہے کہ تصویر اور موسیقی اور دوسرے فنون لطیفہ کے بارے میں یہ حقیقت تسلیم کی جائے کہ ان میں سے کوئی بھی اصلاً ممنوع نہیں ہے۔ جاوید غامدی صاحب کی اس ایک سطر کی گمراہ کن بات کے جواب میں میں نے بہت کچھ لکھ دیا۔ دو سطروں میں بھی اس کا جواب دیا جاسکتا تھا، لیکن میں نے ان دو موضوعات سے متعلق شریعت اور اسلام کا نقطۂ نظر مسلمانوں کے سامنے کھول کر رکھا ہے۔

مجھے اس لکھنے میں جو شدید محنت اٹھانی پڑی ہے، میں اپنے رب سے اس کے ثواب کی یقینی امید رکھتا ہوں اور مجھے جو تکلیف پہنچی ہے اور وقت صرف ہوا ہے میں اس ایذا رسانی کا ذمہ دار جاوید غامدی صاحب کو قرار دیتا ہوں۔ اگر وہ دین اسلام کی سیدھی سیدھی بات لکھ دیتے تو دین کی خدمت ہو جاتی، مجھ جیسے ضعیف العمر کو تکلیف نہ پہنچتی اور مخلوق خدا کو فائدہ پہنچ جاتا، لیکن اس نے ٹیڑھی بات لکھ دی جس سے مخلوق خدا کو نقصان پہنچا۔

نیز میں اپنے بلاواسطہ یا بالواسطہ تمام شاگردوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جاوید احمد غامدی کے فتنے سے اپنے آپ کو بچائیں اور مخلوق خدا کو بھی اس گمراہی سے بچائیں اور علمی میدان میں اتر کر اس فتنے کا ہر جگہ علمی مقابلہ کریں اور اگر میرا کوئی شاگرد بلاواسطہ یا بالواسطہ اس فتنے کا شکار ہو چکا ہے تو وہ فوراً توبہ کرے۔

(جاری ہے)

فدا ہے جان میری عظمت ختم نبوت پر

فدا ہے جان میری عظمت ختم نبوت پر — کچل دوں گا خلاف اس کے کہیں ہو فتنہ گر پیدا
کیا انگریز نے تھا دامن ملت کو صد پارہ — خدا کے فضل سے اب ہو رہے ہیں بخیہ گر پیدا

(ناشر حجازی)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج مکمل خوراک
فیصل
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زعفران	جائفل	ناگرموتھ	مغز بندق	آردو خرما	جوہر آہن
مصطگی	جلوتری	پیج	مغز بنولہ	سنگھاڑا	کشتہ چاندی
مرواریہ	دارچینی	اگر	لاچی خورد	پیج کا گج	شقوفی اذخر
ورق طلاء	لونگ	ماہی	لاچی کلاں	بیج عشق پیچاں	33 اجزاء
ورق نقرہ	گوند کیکر	بیج موصلے	زنجبیل	ماجو	
مغز چلغوزہ	مغز بادام	ریں گنوولی	بہمن سفید	گوند کتیرہ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

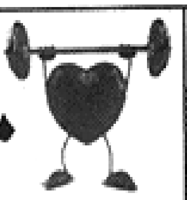
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیمن	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل دھی	لاچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

فرمایا کہ ... لا نبی بعدی

بمقام جامع مسجد اقصیٰ

مرکز ختم نبوت ضلع ملیر

عقب فاسٹ نیشنل یونیورسٹی سیکٹر 17/B شاہ لطیف ٹاؤن کراچی

فقید المثال عظیم الشان

ختم نبوۃ کانفرنس

بیاد حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ان شاء اللہ بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

بتاریخ 3 جنوری 2016ء بروز اتوار بعد نماز عشاء

حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

حضرت مولانا احسان اللہ

حضرت مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ

تلاوت: حبیب الرحمن

نقابت: احسن راجہ حسینی

نعت خواں: حضرت مولانا شاہد عمران عارفی

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ (ملتان)
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

خصوصی آمد: حضرت مولانا محمد رفیق جامی
فیصل آباد

خصوصی بیان: حضرت مولانا قاضی احسان احمد
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ضلع ملیر کراچی

0333-3619246
0321-2656796

پشاوری پرنٹرز 0315-3796371